هو اللہ

مولود شریف حضرت غوث پاک عالی درجت

موسوم بہ

جشن عشرت

از تصنیف

ہیچمدان عاقل محمد خاں متخلص بہ عشرت

درجاوزہ

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں یوپی

محمد احمد حمیدالدین پرنٹر

بار اول .. ۵ جلد

۷۸۶

تمہید

عاقل محمد خاں صاحب المتخلص بہ عشرت بہرے عم حقیقی تھے۔ آپ کے مختصر حالات زندگی یہ ہیں کہ آپ کے والد بزرگوار کا انتقال خورد سالی میں ہو گیا تھا اس لیئے آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے حقیقی چچا حضرت نور خاں صاحب مدار المہام ریاست جاورہ نے کی۔ آپ نہایت حسین و وجیہ نوجوان تھے۔ فارسی عربی کے علاوہ آپ کی انگریزی میں بہت زیادہ لیاقت تھی۔ مگر دینداری میں صادق الاعتقاد تھے اور حضرت غوث الاعظم سے دلی عقیدت رکھتے تھے۔ چنانچہ یہ مولود اسی عقیدت کے جوش میں لکھا ہے حضرت میاں مذاق صاحبؒ کے مریدین میں سے تھے انگریزی لیاقت اس وجہ سے تھی کہ آپ نے اس میں بھی کتابیں تصنیف کی تھیں۔ مگر اس کا کہیں پتہ نہ لگا۔ اور اسی لیاقت کی وجہ سے انگریزی سرکار میں بھی پانچسو روپیہ ماہوار کی ملازمت آپ کے لیئے تجویز کی گئی تھی۔ مگر قضا نے مہلت نہ دی اور یکایک چوبیس سال کی عمر میں اس عالم ناپائیدار سے عالم جاودانی کی راہ لی۔ جاورہ میں اپنے خاندانی حظیرہ میں جہاں روسائے پیشین جاورہ بھی مدفون ہیں۔ سپرد خاک کیئے گئے ہیں میں نے اس مجموعہ کو جو منتشر پڑا تھا ایک جا کر کے بعد تصحیح از حضرت شاہ حاجی مولوی عبد القدیر صاحب قبلہ بدایونی آپکی یادگار کے لیئے طبع کرا دیا۔ ناظرین سے امید ہے کہ اس مولود کو پڑھتے وقت مصنف کو ضرور دعائے مغفرت میں یاد کریں۔

(افسر جہاں بیگم احسن الزماں)

هُوَ الْقَادِرُ

موجب ہر سعادت کا باعث ہر مراتب کا
احسن ہر زمانہ میں مجموعہ مناقب کا

مجموعہ مناقب جس ذوق و شوق کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے دور حاضرہ میں وہ عدیم المثال ہے قادری نسبت رکھنے والے ارباب عقیدت و محبت ہی مجموعہ ہذا سے صحیح لطف حاصل کر سکتے ہیں۔ خدام آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں عالیجناب محب الفقراء نواب احسن الزماں خانصاحب کی خدمت میں موصوف کے اس ذوق علمی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں، اور حضرت اقدس مدظلہ العالی نے مجموعہ مناقب کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حسب ذیل سطور عطا فرمائیں۔

فقیر خواجہ غلام نظام الدین قادری کان اللہ
مہتمم دار العلوم قادریہ عالیہ

تقریظ

از حضرت عظیم البرکت جامع شریعت و طریقت مولانا الحاج شاہ
محمد عبد القدیر صاحب مدظلہ بدایونی

صاحب سجادہ
آستانہ قادریہ علیہ بدایوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

ہندوستان کا ہر وہ شخص جو تھوڑا بھی علمی ذوق رکھتا ہے علامہ وحید الزماں صاحب المخاطب بہ نواب وقار نواز جنگ بہادر سے ضرور واقف ہوگا۔ موصوف کے قابل فرزند نواب احسن الزماں صاحب اُن کی صحیح یادگار رہیں۔ ہرچند کہ مملکت آصفیہ کے اعلےٰ خدمات کی ذمہ داری نے تالیف و تصنیف کا زیادہ موقعہ نہیں دیا ہے لیکن جس شخص کو صاحب موصوف سے ملاقات کا موقعہ ملا ہے وہ صاحب معز کے علمی مذاق کا عموماً اور صوفیانہ ذوق کا خصوصاً گرویدہ نظر آئے گا۔ اور بفحوائے "الطیبات للطیبین" آپ کی اہلیہ محترمہ جو نوابان جاورہ کے خاندان سے ہیں۔ آپ کی بالکل صحیح شریک زندگی ہیں۔ یہ مجموعہ مناقب جو ہدیہ ناظرین ہے آپ کے عم محترم کی تصنیف ہے۔ کرامات الاولیا رحق، مسئلہ مسلمہ ہے۔ اُس کی تفصیلات میں بھی اسقدر نقد و تبصرہ کی گنجایش نہیں جس قدر احادیث کے فن میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عشق و محبت کا میدان ہے۔ یہاں استدلال کے پائے چوبیں کا گذر ہی مناسب نہیں۔ ممکن ہے کہ اس مجموعہ کی بعض روایات پر کلام کیا جا سکے لیکن اس سے بہتر یہ ہے کہ صاحب منقبت کی مدح و ستایش میں وقت صرف کیا جائے۔

فقیر نے جستہ جستہ اس مجموعہ کو دیکھا، عشق و محبت میں ڈوبا ہوا پایا۔ مولیٰ تعالےٰ اس کے مصنف کو جوار رحمت میں جگہ دے اور خطیات سے درگذر فرمائے

دعا گو

فقیر محمد عبد القدیر القادری خادم آستانہ قادریہ علیہ بدایوں

كلامُ الامِام امامُ الكلامُ

حضرت صاحب منقبت رضی اللہ عنہ کے چند ارشادات عالیہ سے مجموعہ مناقب کا آغاز باعث سعادت و برکت متصور ہے

سقانی الحب کأسات الوصال — فقلت لخمرتی نحوی تعالی

سعت ومشت لنحوی فی کؤس — فهمت لسکرتی بین الموالی

فقلت لسائر الاقطاب لموا — بحالی وادخلوا انتم رجالی

مقامکم العلی جمعا ولکن — مقامی فوقکم ما زال عالی

فلو القیت سری فی بحار — لصار الکل غورا فی الزوال

ولو القیت سری فی جبال — لدکت واختفت بین الرمال

ولو القیت سری فوق نار — لخمدت وانطفت من سر حالی

ولو القیت سری فوق میت — لقام بقدرة المولی تعالی

مریدی هم وطب واشطح وغن — وافعل ما تشاء فالاسم عالی

مریدی لا تخف واش فانی — عزوم قاتل عند القتال

وکل ولی له قدم وانی — علی قدم النبی بدر الکمال

درست العلم حتی صرت قطبا — ونلت السعد من مولی الموالی

انا الحسنی والمخدع مقامی — واقدامی علی عنق الرجال

انا الجیلی محی الدین اسمی — واعلامی علی راس الجبال

وعبد القادر المشهور اسمی

وجدی صاحب لعین الکمال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرِ نامہ ہی نامِ پاکِ خدا	کہ فرماں روا ہی وہ کونین کا
وہ خادم ہیں اُس کے جو مخدوم ہیں	وہ حاکم ہی ہم لوگ محکوم ہیں
زہے قصرِ عالی جہاں خاک پر	جھکے ہیں اولوالعزم شاہوں کے سر
سرِ بادشاہانِ گردن فراز	بدرگاہِ او بر زمینِ نیاز

حمدِ بے عد و ثنائے لا تعد خاص اُس خداوندِ عالم کو سزاوار ہی کہ جس نے ہم سب کو خلعتِ حیات عطا کیا اور اک خلعتِ حیات کیا لاکھوں ہزاروں ایسے احسانات کیئے کہ اگر اُن کے ادائے شکر کے لیئے ہر بُنِ مو زبان ہو جائے تو عشرِ عشیر بھی معرض بیان میں نہ آئے

بیت

کی توانم شکر کردن در خور آلائے او
شکر نعمت ہائے او چندانکہ نعمت ہائے او

زہے سلطانِ عالی شان کہ جس کی ہمسری کی کسی کو مجال نہیں وخہے حاکمِ توانا کہ جس کی

قدرت کے آگے سب ممکن ہی کچھ محال نہیں اگر بادشاہ ہی تو اُسی کے درِ دولت کا گدا ہی اور اگر گدا ہی تو اُسی کے خوانِ کرم کا زلّہ ربا ہی بس ای عشرتِ ناداں خاموش۔ ایاز حدِّ خود بشناس۔ تیرا منہہ اور جناب احکم الحاکمین کی حمد تیری زبان اور حضرت ربّ العالمین کی ثنا اُس کی تعریف کا دم بھرنا چھوٹا منہ بڑی بات اور اُس کی توصیف کا ارادہ کرنا اتنی سی جان گزبھر کی زبان۔

نعت

دُرِ غررِ نعت نثارِ روحِ منورۂ سرورِ کائنات سیدِ موجودات سیّاحِ لامکان حبیبِ خلوتخانۂ یزداں مہرِ منیرِ آسمانِ دلبری آسمانِ مہر منیر پیغمبری مہبطِ جبرئیلِ امین مطلوبِ خاص ربِّ العالمین ابطحی ویثربی وہاشمی ومطّلبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وازواجہٖ وذریاتہٖ اجمعین کہ جس کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک آیا اور جس کی شان میں خود خدائے پاک نے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۰ فرمایا ہر وقت وہر ساعت یہی تمنا ہی کہ درِ دولت کی دربانی میسر آئے اور ہر لحظہ وہر لمحہ یہی آرزو ہی کہ میری مشت خاک مدینے کی خاکِ پاک سے مل جائے ای محبوبِ خدا برائے خدا آستانۂ مبارک پر بلا لو اور ای مطلوب کبریا تشنۂ شربتِ دیدار ہوں للّٰہ رُخِ زیبا دکھا دو۔

غزل عاقل محمد خان عشرت

ارماں ہی سنوں کان سے گفتارِ محمدؐ — ہی آٹھ پہر خواہشِ دیدارِ محمدؐ

یہ سنبلِ فردوس ہی یا سبزۂ کوثر — یا ہی یہ نمونۂ خطِ رخسارِ محمدؐ

دل جس کا ہی بیمار پتہ اُس کا بتادوں — دیکھی ہیں کبھی نرگسِ بیمارِ محمدؐ

یوسف بھی خریدار ہیں محبوب خدا کے	اللہ رے یہ گرمیٔ بازارِ محمدؐ
دربارِ نبی خاص ہی دربار خدا کا	سرکار ہی اللہ کی سرکارِ محمدؐ
ہر وقت کیا کرتے ہیں قرآن کی تلاوت	ہی پیشِ نظر مصحفِ رخسارِ محمدؐ
سیدھے ابھی ہوتے ہیں یہ فردوس سنبل	دکھلادو انھیں گیسوئے خمدارِ محمدؐ
مطلق نہیں ارمان ہمیں ظلِّ ہما کا	کافی ہی فقط سایۂ دیوارِ محمدؐ

عشرت کے معالج نہ بنو ہاتھ اُٹھالو
ای حضرت عیسیٰ یہ ہیں بیمارِ محمدؐ

منقبت

حمد و نعت کے بعد منقبت چار یار صیقلِ سنجلِ گفتار ہی ان کے باعث سے دین اسلام نے استحکام پایا اور انھیں کی شان میں جناب مصطفیٰؐ نے اَلصَّحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فرمایا یہ وہ ہیں جو حضرت خیر الورا کے ہمراز تھے یہ وہ ہیں جو ہمدم رسول بندہ نواز تھے ان لوگوں کی اطاعت ضرور ہی ان لوگوں سے روح خاتم الانبیا مسرور ہی۔

قطعہ

شرف ہی حضرتِ عشرتؔ کو اکثر کی غلامی سے	خصوصاً چار یار پاک و اطہر کی غلامی سے
ملے گی ہم کو جنت صدقۂ آلِ محمدؐ میں	ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کی غلامی سے

آغاز

گزارش گرِ ژولیدہ بیاں کج مج زباں اعنی عاقل محمد خاں المتخلص بہ عشرتؔ

بندگان سمو المکان حضرات سامعین کی خدمت میں بصد نیاز گزارش کرتا ہی کہ فدوی کی غرض تالیف **مولود شریف** ہذا سے شہرت نہیں اظہار لیاقت و جودت طبیعت نہیں ہاں حضور دستگیر بندہ نواز کا عاشق جانباز ہی اس کا اپنے معشوق کی تعریف کرنے کو جی چاہتا ہی ذکر کرامت و وصف قامت سراپا قیامت سب کو سُنتا ہی اور اوروں کو بھی دام گیسوئے درہم و برہم میں پھنساتا ہی اے لوگو یہ نور دیدۂ مصطفےٰ ہیں یہ لخت دل مرتضیٰ ہیں آؤ ان کے غلام بنو دیکھو ان کے حلقہ بگوش ہو جاؤ اگر آج ان کے عشق میں جان دو گے توکل خدائے لیے نیاز کے روبرو سرخرو ہو گے مشکلکشائی انھیں کے گھرانے کا قدیمی دستور ہی حاجت روائی اسی خاندان کی مشہور ہی جناب اسد اللہ الغالب کے یہی پوتے ہیں فقیر اسی در دولت سے مالامال ہوتے ہیں کیا جناب شبّرؑ و شبیرؑ کو نہیں جانتے یہ اُن کے لخت جگر ہیں کیا جناب خاتون قیامت کو نہیں پہچانتے یہ اُن کے نور بصر ہیں اے لوگو موجب فخر و باعث افتخار ہی کہ آج تم کو ایسے سلطان والاشان کے دربار عالی میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اور آج تم خوبی قسمت سے شہنشاہ اقلیم کرامت و زیب دیہیم ولایت خسروی عرش طارم پرچیں شیم ہلال کمان شہاب سنان دارا دربان کیوان ایوان قضا قدرت قدر صولت لخت دل مصطفےٰ پارہ دل مرتضےٰ نور دیدۂ فاطمہ زہرا فرزند خاص حسن سبز قبا راحت روح سیّد الشہدا اصاعد مصاعد طریقت احمدی سالک مسالک حقیقت سرمدی عارف رموز یزدانی، مقبول بارگاہ سبحانی سیّد صحیح النسب والاحسب عالی لقب پشت و پناہ امت سیّد المرسلین زندہ ساز دین متین خاتم النبیین حضرت ابو محمد شیخ **عبد القادر محی الدین** رحمت اللہ علیہ کی محفل ذکر میلاد شریف میں شریک ہوئے۔

شعر

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

اب تمھارا بخت خوابیدہ جاگا اور تقدیر سیدھی ہوگئی کو متاع ثواب ہاتھوں ہاتھ لوٹو اور جنس بہبودی دارین کوڑیوں کے مول بک رہی ہے جس قدر چاہو لو۔

ترجیع بند پنجوانی

در محفلِ میلادِ حضرتِ محبوبِ سبحانی

کردو خبر یہ محفلِ میلادِ شاہ ہے
آنا زمیں پہ چرخ کرامت کا ماہ ہے
مشکلکشائے خلق کی یہ جلوہ گاہ ہے
سیدھی یہی بہشت میں جانے کی راہ ہے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جنّ و ملک سلام کو آئیں پکار دو

جو عاشقانِ خسروِ عالی مقام ہیں
جو طالبانِ جلوۂ ماہِ تمام ہیں
جو ذرّہ ہائے مہرِ فلک احترام ہیں
آئیں کہ دور میں مئے الفت کے جام ہیں

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و ملک سلام کو آئیں پکار دو

در ہیں کشادہ رحمتِ ربِّ کریم کے
ہیں عطر بار باغ میں جھونکے نسیم کے
خلعت بٹیں گے لطفِ خدائے رحیم کے
تقسیم ہوں گے ہار ثوابِ عظیم کے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو

جن و ملک سلام کو آئیں پکار دو

آراستہ مکاں ہے جلوس شہانہ ہے — رحمت ہے فرش ظلِ خدا شامیانہ ہے
ساماں نئے نئے ہیں نیا کارخانہ ہے — مسند بچھی ہے آمدِ شاہِ زمانہ ہے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و ملک سلام کو آئیں پکار دو

آتے جو آنے والوں کو پاتے ہیں جبرئیل — خود جا کے در تلک انھیں لاتے ہیں جبرئیل
رتبہ برتبہ سب کو بٹھاتے ہیں جبرئیل — موقع سے کیا صفوں کو جماتے ہیں جبرئیل

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و ملک سلام کو آئیں پکار دو

جن کوہ قاف سے تو جناں سے ملک چلے — آنکھوں سے انجم و مہ و مہر فلک چلے
بحر رواں سے مردم آبی تلک چلے — جتنے تھے وحش و طیر وہ سب مشترک چلے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و ملک سلام کو آئیں پکار دو

اس بزم میں جو شوق سے آئیں خوشا نصیب — کانوں کے پردے در سے لگائیں خوشا نصیب
خاموش بیٹھیں سر نہ ہلائیں خوشا نصیب — یہ ذکر سن کے لطف اٹھائیں خوشا نصیب

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و ملک سلام کو آئیں پکار دو

لو آمدِ حبیب خدائے قدیر ہے — آتا ہے وہ جو پیروں کے پیروں کا پیر ہے
وارد ہے وہ جو صاحب تاج و سریر ہے — رونق فزا ہے خلق کا جو دستگیر ہے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و ملک سلام کو آئیں پکار دو

ہر دم جو ازدحامِ خلایق دوچند ہے بس کہ امیر ختم سخن دل پسند ہے
اُس کا سلام ہوگا جو اقبالمند ہے مولود آگے ہوگا یہ ترجیع بند ہے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و ملک سلام کو آئے پکار دو

روایت ہے

کہ جب کوئی شخص خدائے پاک کی عنایت سے ولی ہوتا ہے تو اُس کے لئے پیشگاہ رب العالمین سے حکم ہوتا ہے کہ اس اُمیدوار دربار پروردگار کو ہمارے محبوب اور ہمارے مطلوب کے دربار میں لے جاؤ یعنی سرکار رسول اللہ میں حاضر کرو جناب سید عالم کی سرکار سے یہ حکم نافذ ہوتا ہے کہ اس کو حضرت غوث پاک کی خدمت میں لے جاؤ اگر وہ اس کو مرتبۂ ولایت کے قابل پائیں گے تو معزز و ممتاز فرمائیں گے غرض مرشدی و مولائی اُس کو سلک اولیا میں منسلک فرماتے ہیں اور حضور والا سے خلعت قادریہ ملتا ہے۔

روایت

ایک دن کا ذکر سنو کہ حضرت مخدوم بندہ نواز خواجۂ گیسو دراز رونق افروز محفل تھے اور ایک شخص نووارد بھی حاضر تھا اُس نے بہ سبیل تمثیل تذکرۂ حال کرامات حضرت محبوب سبحانی بیان کیا جناب مخدوم گیسو دراز کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ وہ اپنے زمانہ کے ولی کامل تھے اور اب میں اس زمانہ میں آفتاب ہوں یہ کہنا تھا کہ ان کے قلب پر ایک فشار عظیم ہوا اور پردہ سا پڑ گیا آپ نہایت بے چین حجرہ میں تشریف لے گئے اور اپنے مرشد حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے رجوع کی وہ عالم

روحانیت میں تشریف فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ میں غوث پاک کے معاملے میں دخل نہیں دے سکتا ہاں اپنے مرشد حضرت شیخ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا سے رجوع کرتا ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا مگر وہی جواب صاف پایا غرض سید کونین سردار دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک نوبت کار پہونچی آپ نے فرمایا کہ عبد القادر فاطمہ کا لاڈلا اور شبّر و شبیر کا پیارا ہے میں اس کے معاملات میں نہیں بولتا مگر فاطمہ زہرا کو بلاتا ہوں جب حضرت سیدۃ النساء حضور سرور کائنات میں حاضر ہوئیں آنحضرت نے خواجہ مخدوم بندہ نواز کی سفارش فرمائی جناب خاتون جنت نے غوث پاک کو طلب کیا آپ بروحانیت حاضر ہوئے اور سفارش کو قبول فرماکر مخدوم گیسو دراز کا مرتبہ اول سے سہ چند فرما دیا۔

شعر

رحمت خدا کی ابن شہ لافتےٰ پہ ہو
فرزند سبط حضرت خیر الوریٰ پہ ہو

روایت

کہتے ہیں کہ ایک بار لخت دل جناب مصطفےٰ و نور چشم حضرت فاطمہ زہرا یعنی حضرت امام حسن ابن اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے بکشف دل لوح محفوظ کو ملاحظہ فرمایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اولاد جناب سید الشہداء میں تو نو امام ہوں گے اور اُن کی اولاد میں صرف ایک۔ یہ ملاحظہ فرماکر خداوند عالم کی سرکار میں عرض کی کہ اولاد شبیر میں تو نو اماموں کا پیدا ہونا فوک یہ بڑا غم فرمایا اور گزارش گر کی اولاد میں صرف ایک ہی

امام کا پیدا ہونا زیب لوح کیا۔ بندہ نواز اس میں کیا حکمت ہے ارشاد ہوا کہ اے حسن تیری پشت شریف سے ایک ایسا دُرِّ ثمین پیدا ہوگا کہ جو درجات و مراتب میں اُن سب کا ہم پلہ و ثانی ہے سو اس برگزیدہ درگاہ سبحانی کا نام نامی محی الدین عبدالقادر جیلانی ہے اُس کا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا اور ہم اِس کو اپنی محبوبیت سے سربلند و ممتاز کریں گے۔

قطعہ عشرت

دیکھیے کب مری آہوں میں اثر ہوتا ہے کچھ نہ پوچھو جو مرے دل پہ گزر جاتی ہے	سمت جیلاں مرا کس روز سفر ہوتا ہے جب مجھے یاد مرا رشکِ قمر ہوتا ہے

روایت

جب رسول مقبول نے خاتون قیامت کا نکاح جناب امیر علیہ السلام سے باندھا تو دعا کی جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَکُمَا وَاَسْعَدَ جَدَّکُمَا وَبَارِکْ عَلَیْکُمَا وَاَخْرَجَ مِنْکُمَا کَثِیْرًا طَیِّبًا۔ دُعا آنحضرت کی خدا نے قبول فرمائی اور بنی فاطمہ میں ایسے طیّبین وطاہرین پیدا کیے کہ کسی اور کی اولاد میں تا الیوم نہ ہوئے ہوں گے چنانچہ ماہ نیم ماہ آسمان کرامت و مہر نیمروز فلک ولایت اعنی جناب غوث الثقلین کی اولاد میں سے ہیں۔

قطعہ عشرت

نورِ نگاہِ حضرتِ خیر النسا ہو تم خُلقِ حسن ہے آپ میں خوئے حسین ہے	لختِ دلِ جنابِ رسولِ خدا ہو تم دادا کی طرح خلق کے مشکل کشا ہو تم

شعر

رحمت خدا کی ابن شہ لا فتیٰ پہ ہو
فرزند سبط حضرت خیر الوریٰ پہ ہو

روایت

فتوحات مکہ میں مرقوم ہے کہ جب اُمّ الخیر فاطمہ ثانی والدہ حضرت محبوب سبحانی چھینک عطسہ فرماتیں تو آپ شکم مبارک میں سے یَرحَمُکَ اللہ بہ آواز بلند ارشاد کرتے۔

قطعہ

جس کا آغاز نیک ہوتا ہے
خوبیٔ میوہ گل سے پیدا ہے
اُس کا انجام کیوں نہ ہو بہتر
لطف موسم بہار سے ہے عیاں

راویان راست گفتار کہتے ہیں کہ جب حضرت کے نور نے آپ کے والد ماجد کی پشت شریف سے منتقل ہو کر بطن مبارک والدہ صاحبہ میں نزول فرمایا تو سن شریف جناب ام الخیر فاطمہ ثانی کا ساٹھ برس کا تھا مگر یہ حضور کی کرامت تھی ورنہ وہ زمانہ قطع اُمید حمل کا ہوتا ہے الغرض بعد امرور ایام حمل اُس نیرتابندۂ برج کرامت اور آفتاب درخشاں آسمان سعادت یعنی جناب مرشدی و ماوائی حضرت غوث الاعظم شیخنا وسیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکیسویں تاریخ رمضان المبارک کے بروز دوشنبہ ۴۷۱ھ چارسو اکہتر ہجری مقدسہ نبوی صلے اللہ وسلم میں شکم فرخندہ شیم مادر سے گلشن دُنیا میں قدم رنجہ فرمایا اور عاشقان طلعت کو اپنا جمال جہاں آرا دکھایا۔ اے خادمان حضور فیض و کرامت ظہور مناسب ہے کہ جلد تر سرو قد کھڑے ہو اور

اُٹھکر مراسم تعظیم و تکریم بجا لاؤ۔

نظم ولادت عشرت

تولد ہوئے شاہِ عالی جناب
تولد ہوئے خسروِ ذی حشم
تولد ہوئے خاص مطلوبِ حق
تولد ہوئے دین کے آفتاب
تولد ہوئے ابرِ فیضِ اتم
تولد ہوئے نیر برج دیں
تولد ہوئے نوشہ مشرقین

تولد ہوئے شاہِ جوزا رکاب
تولد ہوئے آبروئے عجم
تولد ہوئے خاص محبوبِ حق
تولد ہوئے نورِ حق بے حجاب
تولد ہوئے بحرِ لطف و کرم
تولد ہوئے گوہرِ درج دیں
تولد ہوئے نورِ چشم حسین

تولد ہوئے وہ جو ہیں دستگیر
تولد ہوئے آج پیرانِ پیر

سلام عشرت

السّلام ای غوث الاعظم السّلام
السّلام ای خسرو عالی جناب
السّلام ای فاطمہ کے نورِ عین
السّلام ای سیّد عالی نسب
مصطفےٰ کے لاڈلے دیکھو ادھر
ایک میں ہوں اور ہزاروں رنج و غم

السّلام ای قطبِ عالم السّلام
السّلام ای چرخ دیں کے آفتاب
السّلام ای راحتِ روحِ حسین
السّلام ای سرورِ والا حسب
مرتضےٰ کے لختِ دل لیجے خبر
کیا بنے بختے رنج و غم کھانے کو ہم

فکر عقبیٰ و فکر دنیا فکر مال — فکر اوج طالع و فکر زوال
سب سے بڑھ کر ہے مگر اس کا الم — ہیں تمھارے آستاں سے دور ہم
دل میں جو ارمان ہیں فرزند نبی — یہ نہ نکلے ہیں نہ نکلیں گے کبھی
آپ کی امداد ہاں درکار ہے — دستگیری ہو تو بیڑا پار ہے
لطف کا دریا اگر ہو جوش زن — دور ہو جائیں مرے رنج و محن
مدتوں سے عشق کا آزار ہے — عشرتِ آشفتہ سر بیمار ہے
میں جو مانگوں وہ مجھے دلوائیے — غوث الاعظم کچھ مدد فرمائیے
شربت دیدار کہتے ہیں جسے — دولت بیدار کہتے ہیں جسے
درد دل کے واسطے درکار ہے — اُس سے ممکن صحتِ بیمار ہے
مر رہا ہوں مرحمت کیجے حضور — دل دہی ہے جاں نثاروں کی ضرور
بے کس اور لاچار ہوں بندہ نواز — چارہ سازی کیجیے یا چارہ ساز
خواب میں اِک دن مرے آجائیے — صورتِ زیبا مجھے دکھلائیے
اب نہیں وہ خواہشیں وہ جستجو — جاہ و دولت کی نہیں کچھ آرزو
دولت دنیا سے اب جی سیر ہے — دولت دیدار میں کیا دیر ہے
روزِ محشر پیش ربّ العالمیں — مونہہ دکھانے کی کوئی صورت نہیں
رندِ شاہد باز ہوں بدکار ہوں — بندہ پرور مجرمِ سرکار ہوں
نامۂ اعمال ہے میرا سیاہ — عمر بھر صادر ہوئے مجھ سے گناہ
روحِ احمد سے ندامت ہے مجھے — آپ کے نانا سے خجالت ہے مجھے
شرم آتی ہے رسولِ پاک سے — شرم آتی ہے شہِ لولاک سے
قبلۂ عالم خدا کے واسطے — پیر و مرشد مصطفےٰ کے واسطے
یا تو کہہ دو اپنے جد سے اے حضور — بخشوا دیں وہ مرے جرم و قصور

	یا مری خود دستگیری کیجئے آبروئے پیش خدا رکھ لیجئے	

سبحان اللہ آج کس مہر سپہر کرامت نے جلوۂ جمال عالم افروز چمکایا کہ جس کے قدوم عرش لزوم کی بدولت خطۂ خاک نے عرش بریں کا رتبہ پایا اور لوحش اللہ آج کس ماہ آسمان ولایت نے نقاب رخ زیبا اٹھایا کہ جس نے اپنے روئے روشن کی ضیا سے کون ومکاں کو روشن فرمایا

قطعہ عشرت

سروش غیب مژدہ کس کے آنے کا سناتا ہے زمیں سے آسماں تک نور کا ہے کس لئے عالم		مبارکباد دیتے ہیں فرشتے کون آتا ہے نقاب روئے زیبا کون چہرے سے اٹھاتا ہے

روایت

لکھا ہے کہ شب ولادت غوث پاک گیلاں میں بجز فرزندوں کے کوئی دختر پیدا نہ ہوئی اور تمام روئے زمین پر گیارہ سو گیارہ ولی کامل تولد ہوئے۔

روایت

ریاض الحیات میں لکھا ہے کہ جناب ام الخیر فاطمہ ثانی والدہ جناب محبوب سبحانی بارہا فرماتی تھیں کہ جب میرا نور عین پیدا ہو تو رمضان شریف میں کبھی دودھ نہ پیا چنانچہ ایک بار رویت ہلال رمضان المبارک میں اختلاف واقع ہوا اہل شہر نے مجھ سے دریافت کیا کہ رویت ہلال میں آپ کا کیا ارشاد ہوا ہے میں نے جواب دیا کہ میرے فرزند نے آج فجر سے دودھ نہیں پیا غالباً یہ دن رمضان کا ہوگا اسی اثنا میں

رویت ہلال کی شہادت آئی سبحان اللہ حضور نے ایام شیرخواری میں بھی کرامت دکھائی

روایت

نقل ہے کہ شہر برہان پور میں ایک ہندو قوم کھتری رہتا تھا اُس شخص کو ہمارے پیر و مرشد سے کمال اُنس تھا چنانچہ آپ کے عرس شریف کے دن زر کثیر خرچ کرتا اور نہایت تزک و شان سے روشنی چراغاں و فرش و فروش کا اہتمام کرکے انواع انواع اقسام کے لذیذ و مکلف کھانے مساکین و فقرا کو تقسیم کرتا قضارا اُس نے انتقال کیا اُس کے لواحقین حسب سررشتۂ ہنود اُس کو جلانے کو لے چلے مگر تعجب کی بات ہے کہ جب اُس کو آگ میں رکھا آگ نے اُس کے جسم کو ہرگز مس نہ کیا حاضرین نہایت پریشان ہوئے اور آگ تیز کرنے کے لیے روغن وغیرہ ڈالا ہرچند شعلہ ہائے آتش اور بھی سربلند ہوئے مگر اُس شخص کی نعش ویسی ہی صحیح و سالم موجود تھی چار و ناچار سب نے مشورہ کیا کہ لاش کو دریا میں بہا دو ناگاہ پیشگاہ حضور معلے سے ایک درویش پاک باطن کو عالم معاملہ میں حکم صادر ہوا کہ فلاں ہمارے فلاں فرزند کے پاس مشرف باسلام ہوا ہے وہ ہمارے سلسلہ میں داخل ہے اور نام اُس کا سعد اللہ ہے اب وہ مر گیا مناسب ہے کہ اُس کو غسل دو جنازہ کی نماز پڑھو اور دفن کرو خداوند تعالےٰ نے اقرار فرمایا ہے کہ ہمارا مرید باایمان مرے گا اور دُنیا و دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہے۔

شعر

رحمت خدا کی ابن شہ لافتےٰ پہ ہو
فرزند سبط حضرت خیرالورا پہ ہو

روایت

جب ہمارے حضور کی والدہ نے ہمارے حضور کو سمت بغداد شریف روانہ فرمایا تو چالیس دینار کو جو آپ کے والد کی میراث میں سے باقی رہے تھے زیر بغل پیرہن میں سی دیئے اور فرمایا کہ ای نور عین ایک نصیحت کرتی ہوں یاد رکھنا اور ہرگز اس کے برخلاف عمل نہ کرنا وہ یہ ہی کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا اور ہمیشہ طریق راستی پر ثابت قدم رہنا یہ کہکر رخصت کیا۔

شعر

وقت رخصت یہ بصد آہ و بکا فرمایا
ای مرے لخت جگر تجھکو خدا کو سونپا

حضرت نے حکم والدہ صاحبہ بسر و چشم قبول کیا اور ایک قافلے کے ہمراہ جانب بغداد قدم مبارک رنجہ فرمایا

شعر

آں ترک عجم کاکل ترکانہ برانداخت
از خانہ بروں آمد و صد خانہ برانداخت

نظم

آں ترک عجم چوں زمی حسن طرب کرد
چوں کاکل ترکانہ برانداخت ز خوبی
خوباں کہ ز خوبی چو گل و سبزہ نمودند

بر پشت سمند آمدہ و صید عرب کرد
غارت گری کوفہ و بغداد و حلب کرد
از ناز ہمہ زیر قدم کرد عجب کرد

جب وہ قافلہ شہر بغداد سے آگے بڑھا اور ایک صحرا میں پہونچا تو ناگاہ ساٹھ نفر غارت گر قافلے پر آگرے اور لوٹ میں مشغول ہوئے ایک غارت گر حضرت کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ ای لڑکے تیرے پاس کیا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ ۴۰ دینار پوچھا کہاں ہیں فرمایا زیر بغل پیراہن میں سلے ہوئے ہیں اُس نے اس بات کو باور نہ کیا اور اپنی راہ لی پھر دوسرا شخص آیا اور وہی دریافت کیا مگر وہی جواب پایا اب وہ دونوں حضرت کو اپنے سردار کے پاس لے گئے اُس نے حضور معلےٰ کو اپنے پاس بُلا لیا اور وہی سوال کیا جناب عالی نے وہی جواب دیا اُس نے جو پیراہن میں دینار تلاش کیے تو فی الحقیقت موجود پائے عرض کی آپ نے دینار چھپا کیوں نہ لیئے اور پتا بتا کر مفت کیوں برباد کیے۔ ارشاد کیا۔

شعر

راستی موجب رضائے خداست	کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

میں نے اپنی والدہ سے اقرار کیا تھا کہ جھوٹ کبھی نہ بولوں گا پھر بھلا جھوٹ کیونکر بولتا اور وعدہ خلافی کیونکر کرتا جب اُس سردار نے یہ حال سُنا بہت رویا اور کہنے لگا اللہ اکبر یہ لڑکا اپنی ماں سے وعدہ کرنے کا اس قدر خیال کرتا ہے اور جھوٹ نہیں بولتا اور ہم لوگ مُدتوں سے جناب احکم الحاکمین کا فرمان بجا نہیں لاتے اور نہیں ڈرتے جائے غور ہے کہ ہمارا کیا حال ہوگا اور ہم کو ہن عدول حکمی کی کیا سزا ملے گی یہہ کہہ کر دست مبارک پر مع توابعین توبہ کی اور مال و اسباب مغرور نہ کل قافلے والوں کو سپرد کر دیا۔

تضمین دلنشین شاعر شیرین مقال نازک خیال فصیح اللسان بلیغ البیان

سید نظام الدین صبا سلمہ اللہ الواہب نے غزل خالیہ لکھا ہے محمد ان محمد عاقل خاں متخلص بہ عشرت جامع الروایات مولد شریف حضرت

شکل آئینہ دل صاف ہے حیراں دیکھو | ہوں گرفتار بلا حال پریشاں دیکھو
ہند میں دل نہیں لگتا ہے مریاں دیکھو | شہر میں اپنے بلا لو شہ جیلاں دیکھو
مار ڈالے نہ کہیں صدمہ ہجراں دیکھو

سرگزشت شب طولانی غم کس سے کہیں | کیوں نہ سودائی وحشت نے وہ الجھن میں رہیں
پوچھیں تعبیر کہیں حضرت یوسف جو ملیں | رات کو خواب میں دیکھی ہیں کسی کی زلفیں
ہم نے دیکھا ہے عجب خواب پریشاں دیکھو

آسماں پر نہیں ہرگز یہ ستارے روشن | جا بجا ہیں مری آہوں کے شرارے روشن
آتش شوق ہے سینے میں ہمارے روشن | داغ دل فرقت حضرت میں ہیں سارے روشن
آؤ اے چارہ گرو سرو چراغاں دیکھو

ناز سے آپ جو سیر چمنستاں کو چلے | بال کچھ زلفوں کے تحریک صبا سے بکھرے
حوریں کہنے لگیں بے ساختہ غلمانوں سے | آگئے ہیں رخ پر نور پہ گیسوان کے
باغ فردوس میں یو سنبل پیچاں دیکھو

دل محزوں میں زیارت کی بھری ہے حسرت | دیکھیں کس روز دکھائے ہمیں یہ دن قسمت
کھینچ لو اپنی طرف وقت مدد ہے حضرت | ہے تمنا کہ میسر ہو طواف تربت
میری خواہش مری ہمت مرا ارماں دیکھو

ہو جو منظور مجھے کر کے طلب مجھ سے کہیں | لاتخف انت مریدی کہیں اب مجھ سے کہیں
ہمہ تن گوش برآواز ہوں کب مجھ سے کہیں | آرزو ہے کہ یہ بغداد میں سب مجھ سے کہیں

لو مبارک ہو تمہیں جلوۂ جاناں دیکھو

دل میں سوزِ غمِ ترکِ عجمی رکھتے ہیں | آگ ہم سینۂ سوزاں میں دبی رکھتے ہیں
مغفرت کے لیئے صورت یہ نئی رکھتے ہیں | ہاتھ میں دامن فرزندِ علی رکھتے ہیں

سیدھے جنت میں چلے جانے کا ساماں دیکھو

ہی نظام جگر اوگار کو جوش وحشت | عشق میں نہ رہی سودے کا جنوں کی شدت
پڑھ کے یہ شعر دلاتا ہی تمہیں بھی رغبت | تنکے چنتے ہیں مریضان محبت عشرت

رہ چکے شہر میں اب چلکے بیاباں دیکھو

روایت ہی

کہ ایک روز ہمارے پیر و مرشد وعظ فرما رہے تھے مجلس میں لوگوں کا مجمع کثرت سے تھا یکایک ابر تیرہ و تار نمودار ہوا اور پھوار پڑنے لگی لوگ پانی کی آمد آمد سے متفرق ہوگئے آنحضرت نے جانب ابر نگاہ تند سے ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ ای ابر ہم لوگوں کو جمع کرتے ہیں اور تو متفرق یہ فرمانا تھا کہ مجلس کے سروں پر سے ابر پھٹ گیا اور خارج از مجلس برسنے لگا۔

شعر

رحمت خدا کی ابنِ شہِ لافتیٰ پہ ہو
فرزند سبطِ حضرتِ خیر الورا پہ ہو

روایت ہی

کہ ایک ضعیفہ کا لڑکا دریا میں غرق ہوگیا وہ نالہ وزاری کناں درِ دولت پر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ للہ میری دادرسی کرو اور للہ مجھ بیکس کا بچہ مجھے

دلوادو آپ نے فرمایا کہ جا تیرا لڑکا تیرے گھر موجود ہے وہ شاداں و فرحاں گھر آئی مگر گھر کو ضیائے جمال فرزند سے خالی پایا اُلٹے پاؤں پھر بارگاہِ عالی میں حاضر ہوئی اور اول سے شور و فریاد زیادہ کیا حکم ہوا کہ ایکبار تیرا لڑکا تیرے گھر پہونچ گیا وہ جلدی جلدی گھر آئی مگر ہنوز آش در کاسہ پائی پھر تو بیتاب روتی ہوئی آستانہ مبارک پر آئی اور گزارش کی کہ پیر و مرشد وہاں تو لڑکے کا نام نہیں اب میں کہاں جاؤں اور کس سے اپنا حال گزارش کروں لوگو خدا را بتادو کہ میری فریادرسی میں حضرت نے کیوں تامل فرمایا اور للہ کہدو کہ میری مشکلکشائی میں جنابعالی نے کیوں دیر لگائی یہ سن کر آپ نے ٹالا ٹالا پھر ارشاد فرمایا کہ ایکبار تیرا لڑکا ضرور مل جائے گا جا گھر میں تلاش کر وہ پھر دوڑی ہوئی گھر آئی دیکھا کہ لڑکا صحیح و سالم موجود ہے ہزار جان سے حضرت پر تصدق ہوئی اور شکر خدا بجا لائی اب یہاں کا ذکر سنو کہ ہمارے حضرت نے مراقبہ فرمایا اور بعالم باطن دربار احکم الحاکمین میں حاضر ہو کر شکووں کا دفتر کھولا اور ناز معشوقانہ آغاز کیا کہ آج دوبار میری دعا حضور میں کیوں قبول نہ ہوئی اور آج دوبارہ وہ ضعیفہ بے نیل مرام گھر سے کیوں واپس آئی حضور نے کن کے فرمانے میں تو ہیجدہ ہزار عالم پیدا کیا اور روز قیامت بھی ایک ہی نفخ صور میں کل عالم زندہ ہوجائیگا اور اب ایک آدمی کے زندہ ہوتے یہ تامل اور یہ تاخیر اے رب العالمین میں عرض نہیں کرسکتا مگر یہ امر تیرے محبوب کی ندامت کا باعث ہے فرمایا کہ اے محبوب اس بات میں البتہ تیری رنجیدگی کا باعث ہمارے ذمہ ہے اس کے عوض جو چاہو مانگو درگاہِ ایزدی سے بھی عطا ہوتا ہے گزارش کی۔

شعر

اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

مگر ای پروردگار ایسی شئ عنایت ہو کہ جس کا اثر میری زندگی میں بھی رہے اور بعد کو بھی جناب باری سے ارشاد ہوا کہ جاؤ آج سے ہم نے تمھارے اسماء کو بعینہٖ وہ تاثیرات مرحمت کیں کہ جو ہمارے اسمائے شریف میں ہیں آپ نے سجدۂ شکر پروردگار ادا کیا۔ حضرات سامعین کوئی نہیں جانتا کہ یہ کیا مقام ہے اور اپنے محبوب اور اپنے مطلوب پر کیا اکرام ہے۔

بیت

عاشق و معشوق میں کچھ بھید ہے کچھ راز ہے
ہے نیاز اُس کی طرف سے اس طرف سے ناز ہے

روایت

کہتے ہیں کہ ایک بار کسی رافضی نے خاص بیت اللہ شریف میں آپ سے گزارش کی کہ آج کل اسلام میں بہت طریق ہو گئے ہیں جو راہ حق ہو وہ حضور مجھے تعلیم فرمائیں کہ اُس کو اختیار کروں آپ نے فرمایا کہ راہ راست تجھ کو آج شب کو معلوم ہو جائے گی اُس نے دل میں کہا چلو خوب دلیل قوی ہاتھ لگی اگر رات کو کچھ دیکھا فہو المراد ورنہ آپ کی کرامات کا حال صاف صاف کھل جائے گا غرض جب رات ہوئی وہ شخص نہا دھو کر اور لباس بدل کر سویا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ گویا قیامت قایم ہے آفتاب سوا نیزے پر آگیا اور ہر جانب گرمی کی گرم بازاری ہے ناگاہ عرش معلے سے آواز آئی کہ اے علی دیکھو تحقیق کرو جو راہ حق پر ہو اُس کو خطِ نجات دو اور جو گمراہ ہے اُس کی گردن میں طوق و سلاسل ڈالو جناب امیر علیہ السلام مع صحابہ و ملائکہ تشریف فرما ہوئے اور دفتر کراماً کاتبین سے ہر شخص کا ملت و مذہب تحقیق فرما کے ایک گروہ کو ایک طرف اور دوسری جماعت کو دوسری جانب تفریق کیا اُن میں سے ایک فرقہ

ناجی تھا اور دوسرا ناری جو فرقہ ناجی تھا اُس فرقے والے خوش و خرم شاداں و فرحاں بہشتِ بریں کی جانب دوڑتے ہوئے چلے اور فرقۂ ثانی والوں کو فرشتے کشاں کشاں سمت دوزخ لے گئے اس نے اُن فرشتوں سے دریافت کیا کہ ان ہر دو فریقین کا مذہب کیا تھا اُنھوں نے جواب دیا کہ تیرا حال بھی فرقۂ ناری کے مانند ہونے والا ہی اگر جنت کی خواہش اور آب کوثر کی ہوس ہی تو اپنے مذہب سے کہ جس پر تو فی الحال قایم ہی توبہ کر ان ہی باتوں میں آنکھ کھل گئی آنکھ کھلتے ہی اُس نے رفض سے توبہ کی اور ہمارے حضرت کا بدل و جان معتقد ہوگیا۔ حضرات یہ نعمت ابدی اُس کی قسمت میں لکھی تھی ورنہ یہہ فرقہ مردود کہاں اور محبت اصحاب و الفت غوث پاک کہاں ان لوگوں کی محبت موجب نجات عقبیٰ و باعثِ بہبودیٔ دُنیا ہی اور یہ فرقۂ جہنمی دونوں نعمتوں سے محروم حضور کی مشکلکشائی صریحًا دیکھتے ہیں اور انکار کرتے ہیں کہ ہم نہیں دیکھتے غضب ہی جان بوجھ کر اندھے بنے جاتے ہیں سرکار کی کرامتیں سُنتے ہیں اور منکر ہوتے ہیں کہ ہم نہیں سُنتے۔ ستم ہی خود بخود بہرے ہوئے جاتے ہیں اس آج کی ہٹ دھرمی کا فردائے قیامت کو حال کھلے گا اور آج کی ضد کا ثمرہ کل خود خدا کے روبرو ملے گا اُس وقت روئیں گے پچھتائینگے مگر کچھ نفع سوائے ضرر کے نہ اُٹھائیں گے۔

مقام عبرت انگیز

قطعہ

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہی	کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہی
عجب سرا ہی یہ دُنیا کہ جس میں شام و سحر	کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہی

ای لوگو دُنیائے دو روزہ دار ناپایدار ہی اس میں کسی کو مطلق قرار نہیں ہر وقت

کوچ کی تیاری ہے ہر دم موت کی گرم بازاری ہے خدا جانے کس وقت دم نکل جائے واللہ اعلم کس وقت کوچ کی ٹھہر جائے عاقبت کا سفر دور و دراز درپیش ہے اور کچھ سامان سفر تیار نہیں حیران ہوں کہ تم لوگ کیونکر خوش ہوتے ہو تمہاری خوشی دو باتوں سے خالی نہیں معلوم ہوتی یا تو تم کو عاقبت کا خوف اور روز جزا کا اندیشہ نہیں رہا اور یا تمہارے اعمال زشت اطمینان کے قابل ہیں ارے عذاب قبر کا کیا بند و بست کیا اور نار جہنم سے عقبے گزاری کی کیا صورت نکالی غضب ہے کہ دو دن کے گھر کو اپنا گھر بنا بیٹھے اور رات دن یہیں کی ترقی میں کوشش کرتے ہو ستم ہے کہ اس عیش دو روزہ پر تم پھولے نہیں سماتے اور شب و روز یہیں کے ازدیاد جاہ و مراتب کی فکر میں رہتے ہو دل میں سوچو کہ جب خدائے پاک کے روبرو جاؤگے تو اپنا روئے سیہ کیونکر دکھاؤگے کیا تم کو شرم نہ آئے گی کہ ادھر تو عالم و فاضل و زاہد و متقی اپنے علم و فضل و زہد و تقویٰ پر نازاں داور محشر کے روبرو کھڑے ہوں گے اور ادھر تم ہوگے اور حسرت و ارمان پھر پشیمانی کام نہ آئے گی اور یہ آج کی ہٹ دھرمی کل اپنا رنگ لائے گی پس یہی امر مصلحت وقت ہے کہ دُنیائے دو دن کو نیست و نابود سمجھو اور یہاں کی ترقی و عزت کو بچوں کا کھیل جانو اگر آج عروج ہے تو کل زوال اور اگر آج خوشی ہے تو کل ملال بے وفائی اسی کی مشہور ہے کج ادائی اسی کا دستور ہے۔

ترکیب بند

ہمائے اوجِ سخن فہمی و سخندانی نواب مرزا محمد تقی خاں۔ ہوس

اے مقیمانِ تہہ سقفِ سپہرِ غدّار	تا بکے حسرتِ فرزند و زن و شہر و دیار
آیہ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار پڑھو	ہو خرابے پہ اگر قصرِ فریدوں کے گزار

اُس مکاں میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں ہر دار و نہیں
جس پہ پڑتا تھا ہمہ پیرزادوں کے جھومر کا عکس
چیلیں منڈلاتی ہیں اُڑتے ہیں بگولے ہر سو
گھونسلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے
قصر کو جانے دو باشندوں کو وہاں کے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و لبِ مُہرِ سکوت
نہ وہ ترکیب نہ وہ منہ نہ وہ رنگت نہ وہ حسن

جلوہ فرما تھا کوئی خسروِ با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
آج کل وہ لب جو چند کا ہی آئینہ دار
ہیں خیاباں میں پر زاغ و زغن کے انبار
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
تکیۂ گور و گورِ تن آج ہی ہر ایک مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ آنکھیں نہ وہ نقشہ نہ وہ طرزِ رفتار

نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہی
کنج تاریک ہی اور عالمِ تنہائی ہی

تختِ جمشید و خطِ جام ہوا نقشِ فنا
آج وہ دولتِ قیصر ہی نہ اقلیمِ قباد
نفس بادِ صبا سے یہ صدا آتی ہی
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
کس کی اس بزم میں روشن ہوئی شمعِ اقبال
وہ گلِ تازہ نہ اس باغ میں کھلتے دیکھا
اس خیاباں کا ہر اک نخل ہی نخلِ ماتم
لئے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُن کا غبار
جن کی آواز میں تھا مایۂ اعجازِ مسیح
ہو میسّر تو یہ بات اہلِ فنا سے پوچھوں

نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا
پایۂ حشمتِ سنجر ہی نہ ملکِ دارا
کہ سلیماں کا برباد ہوا تختِ ہوا
گرد اُڑتے کہیں دیکھی نہ سنی بانگِ درا
جس کو گل کر نہ گئی جنبشِ دامانِ قضا
ٹھنڈی سانسیں نہ بھرے جس کے لئے بادِ صبا
کفِ افسوس ہی پتّا ہی جو اس گلشن کا
جن کی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
خواب میں بھی کبھی سننے نہیں کان اُنکی صدا
کیوں مقیمانِ لحد حال کہو کیا گزرا

ربط و اخلاص کے باہم تھے جو معمول گئے

دفعتاً ہمنفساں ایسے ہمیں بھول گئے

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہاں — پھر نوا سنجی مرغان خوش الحان کہاں
یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا — کیسے کیسے گل خنداں ہوئے آنکھوں سے نہاں
جن سے اک آن کی جدائی نہ گوارا تھی کبھی — ایسے بچھڑے کہ نہیں صفحۂ ہستی پہ نشاں
سامنے چشم تصور کے وہ تصویریں ہیں — رات دن پیش نظر ہیں وہ لب و چشم و دہاں
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی — مسکراہٹ کا اب آنا نہیں ان پہ عیاں
مہ رخسار مکدر ہے تن آغشتہ بخاک — نہ ہے وہ ناوک مژگاں نہ وہ ابرو کی کماں
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے — ہائے کیا قبر کی تاریکی میں ہوگا خفقاں
نہ جہاں پرتو خورشید نہ تحریک صبا — نہ جہاں اختر تابندہ نہ ماہ تاباں
بند لب آنکھیں کہاں ہیں زلف و رخ آغشتہ بخاک — دست و پا بے حرکت پیکر بے تاب و تواں
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک — بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب ناں

کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں
طاقت نطق کہاں سانس بھی دمساز نہیں

گھر ہے دنیائے دنی رنج و پشیمانی کا — نقد ہستی ہے ازل سے گرو امر قضا
عارضی گھر ہے نہیں یاں کے کسی شے کو ثبات — ہے فنا عین بقا اور بقا عین فنا
جانتے ہیں جنھیں آرام دل و راحت جاں — سبھی بیگانے ہیں گر چشم بصیرت ہو وا
یاں کے باشندے ہیں سب اپنی غرض کے بندے — بات بگڑی پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا
کیا ہوا جام جم و چتر فریدوں ہے کہاں — اڑ گیا تخت سلیماں بسر دوش ہوا
یاور و مونس و غمخوار جہاں کوئی نہیں — نہ خز و قاقم و سنجاب نہ فرش دیبا
نہ جہاں کوئی گزندوں سے بچانے کیلئے — نہ جہاں خاک کوئی تن سے چھڑانے والا
شب تنہائی و تاریکی و زندان تنگ — یاس و نومیدی سے چھوٹیں گے نہ تا روز جزا

تجھ سوا کوئی نہیں ہی ہوس مضطر کا حسرتیں توشۂ رہ زادِ سفر جرم خطا		اَلحذر اَلحذر ای داورِ یوم محشر بارِ غم سر پہ ہی پشتارۂ عصیاں بدوش

کوئی دُنیا میں نہیں دوسرا مجھسا مایوس
وائے برحالِ من خستہ دل افسوس افسوس

ارے غضب ہی کہ دولت دین کو دولت دنیا سے بدلتے ہو اور اندھیر ہی کہ لعل رمانی کو پتھر سے توڑتے ہو۔ بھلا اس تبدل سراپا نقصان سے کیا حاصل اور اس سودائے سراسر زیاں سے کیا فائدہ۔ ذرا دل میں سوچو کہ کیا دنیا اور کیا دُنیا کا خسارہ کیا بدی اور کیا بدی کا شوربا۔ للہ ذرا سے فائدۂ ظاہری کے لیئے دولت ابدی کو نہ کھواو۔ برائے خدا جواہرات بیش بہا کے بدلے سنگریزے نہ لو۔ دیکھو اب بھی خواب غفلت سے جاگو اور تعلقات دنیوی سے دست بردار ہوکر عمر دو روزہ کو طاعت جناب رب العالمین و اطاعت حضور ختم المرسلین میں کاٹ دو۔ اور کہا مانو اب بھی ہوشیار ہو اور دنیا کی ترقی و بہبودی سے ہاتھ اُٹھا کر ایام باقیماندہ ایک بندہ پرور و مرید نواز محمدؐ کے لخت جگر اور علیؑ کے نور بصر سید عبد القادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں بسر کر دو اور اس غلامی کو کہ اصل میں شہنشاہی ہی موجب فخر و باعث نجات سمجھو۔

لا یعلم

آستاں خسرو جیلاں کی نہ چھوڑو لوگو
ایسی شاہی سے تو بہتر ہی گدائی اس کی

کیا تعجب ہی کہ خداوند عطا پاش و خطا پوش اُن کے صدقے میں ہم گنہگاران سیہ رو کو بھی بخشدے۔

حضرت سعدی

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

وہ جناب رب العالمین کے محبوب خاص محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے راحت جان ہیں اگر روز جزا اپنے نانا سے عرض کریں گے اور وہ طلب شفاعت میں لب مبارک ہلائیں گے تو دیکھ لینا کہ بیڑا پار ہے اور جب شافع روز جزا خود شفاعت فرمائیں گے تو پھر بہشت بریں کا ملنا کیا دشوار ہے چنانچہ کتاب سفینۃ الاولیا میں مرقوم ہے کہ حضرت محبوب سبحانی فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھ کو خدائے بے نیاز کی عزت و جلالت کی کہ جب تک اپنے کل مریدوں کو اپنے ہمراہ بہشت میں نہ لیجاؤنگا ہرگز ہرگز اپنے پروردگار کے روبرو سے قدم نہ اٹھاؤنگا دوستو میں نہیں جانتا کہ اپنے جاں نثاروں پر کس قدر عنایت اور اپنے خدام پر کس درجہ شفقت ہے۔

روایت

نظم فرمودہ گوہر ثمین دریائے ولایت و نیّر تابندۂ چرخ کرامت حضور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز

نظم

بروزے در کنارِ دایہ در وقت طفولیت	یکایک بر ہوا رفت و بشد کوسِ سلیمانی
بدید او را چو دایہ مثل سیمابی کہ میگردد	بنزدِ آفتاب افسوس می خورد از پشیمانی
بفضل حق بماندم در کنارِ دایہ باز آمد	دراں دم زاں کرامت شاد گشتہ چشم نورانی

در ایام بلوغش داد رونے یاد آں قصہ	کہ اکنوں ہم چناں حالت بتومی گردو ارزانی
تبسم کرد آنحضرت جوابش داد کای دایہ	ہماں حالت نہ بیش از بیش اما اینقدر دانی
بہ طفلی از ضعیفی تاب آں حالت نمی بردم	ہزاراں مثل آں حالت کنوں میگیرد ارزانی

آؤ ای شیفتگان قبلۂ عالم وائے عاشقان حضور غوث الاعظم وہ ترکیب کالیں کہ در دولت کی دربانی میسر آئے اور یہ دعا مانگیں کہ بغداد شریف میں رہنے کو تھوڑی سی جگہ مل جائے اُس آستانہ کی دربانی سریر سلطانی سے پسندیدہ تر ہی اور اُس شہر کی گدائی شاہی سے بہتر۔

گرہ بند دلپسند سخن طرازِ معنی آفریں سید نظام الدین صاحب

یہ دُنیائے دنی ہی فی الحقیقت منزلِ فانی
کہاں تاجِ سکندر ہی کہاں تختِ سلیمانی
خزاں ہی ایک دن آخر بہارِ عمر پر آنی
کہاں تک اس طرح پابندِ دامِ خوئے حیوانی

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

گلی کوچوں کی تو نے خاک ای دل مدتوں چھانی
ہوائے نفس کی آتش نے تجھ کو کردیا پانی
سگِ دنیا نہ بن دیوانہ پن ہی چھوڑ نادانی
مناسب ہی درِ محبوبِ سبحانی کی دربانی

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

دلا عمرِ دو روزہ پر غرور اصلا نہیں زیبا
اجل سر پر کھڑی ہی ایک دن تحقیق ہی مرنا
نہ تجھ کو خوفِ دوزخ ہی نہ کچھ اندیشۂ عقبےٰ
غضب ہی ای سگِ دنیا غضب ہی ای سگِ دنیا

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

نہیں شوقِ نماز اصلا نہ ذوقِ وردِ مصحف ہے
سمجھ تو اے سگِ دنیا کہ کتا تجھ سے اشرف ہے
مئے نخوت سے لال آنکھیں ہیں اور منہ میں کف ہے
نجاست میں ہے ڈوبا شکل سگ بیہودہ عفعف ہے

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

ہزاروں ہیں بکھیڑے اس جہاں میں سیکڑوں دھندے
لگے ہیں ہر قدم پر طائرِ جاں کے لیئے پھندے
اگر ترکِ علائق چاہتا ہے تو تو اے بندے
بجا ور در گہِ محبوبِ سبحانی کا ہو چندے

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

بہت سی ٹھوکریں کھائیں تو آیا راہ پر اے جہل
کیا ہیں نے بہت سیدھا بڑی مشکل سے نکلا بل
ذلیل آخر میں کیوں ہوتا جو کہنا مانتا اول
بھلا اے نفسِ سرکش میں نہ کہتا تھا کہ جیلاں چل

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

مجھے جیلاں دکھا دے یا الٰہی اپنی قدرت سے
مجھے بغداد میں پہنچا خدایا عین رحمت سے
درِ درگاہ پر حاضر رہوں میں ایسی صورت سے
کہ دل ترغیب دے یہ شعر پڑھکر مجھکو رغبت سے

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

طوافِ کعبہ کی پہلے مجھے یارب اجازت ہو
وہاں سے پھر مدینے کی مجھے حاصل زیارت ہو
مدینے سے میسر پھر مجھے جیلاں کی خدمت ہو
چلوں جیلاں سے پھر بغداد اور یہ حکم حضرت ہو

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

دیارِ ہند میں مجھ کو غضب کی سرگرانی ہے
قفس میں قید ہوں یارب نہ دانہ ہے نہ پانی ہے

ابھی تک مجھسے کیوں جیلاں کو نازلن ترانی ہے خوشامد ہی عجب شئے دل نے بھی جی میں ٹھانی ہے

سگ درگاہ جیلاں شو چو خواہی قرب ربانی

کہ بر شیران شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

مصیبت پر مصیبت آپکی فرقت میں سہتے ہیں سرشک خوں ہمارے دیدۂ گریاں سے بہتے ہیں

وہاں بلوائیے للہ جس جا آپ رہتے ہیں شہا کیا حکم ہوتا ہے فرشتے مجھ سے کہتے ہیں

سگ درگاہ جیلاں شو چو خواہی قرب ربانی

کہ بر شیران شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

نظام زار تیرا ہوئے دل جو سوئے جیلاں ہے تجھے جو بے محابا شوق دید روئے جیلاں ہے

مشام جاں میں تیرے جو بسی خوشبوئے جیلاں ہے کسی نے دم کیا تجھ پر مگر جادوئے جیلاں ہے

سگ درگاہ جیلاں شو چو خواہی قرب ربانی

کہ بر شیران شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

روایت

جناب نصیر الدین محمود چراغ دہلوی فرماتے ہیں کہ جب سیدنا و مولانا ابو محمد محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تو تمام جہان کے اولیا اللہ نے گردنیں جھکا دیں اور غاشیۂ اطاعت دوش پر رکھا اس وقت امام السالکین قطب العارفین حضرت خواجہ معین الحق والدین کا عالم شباب تھا اور دامن کوہ ملک خراسان میں ریاضت میں مشغول تھے مجرد استماع این جملہ سر مبارک زمین پر رکھا اور کہا علٰی رَأسِی جناب پیر روشن ضمیر بسبب صفائے قلب واقف ہو گئے اور مجلس میں ولیوں کے روبرو ارشاد کیا کہ فرزند خواجہ غیاث حسن سنجری اس وقت اطاعت میں کل اولیا سے سبقت لے گیا اور خدا و رسول خدا کو

خوش کیا عنقریب وہ ملک ہندوستان کا صاحب ولایت ہوگا۔

شعر

ظاہر ہے اس سے صاف شرف میرے پیر کا
ہے دوش اولیا پہ قدم دستگیر کا

تضمین کمترین ہیچمدان آرزومند جیلاں عاقل محمد خاں عشرت سراپا اشتیاق بر غزل بے بدل لدا علیشاہ صاحب صادق

جمال مبارک ہیں دکھلانے والے
سنانے ہیں مژدہ خبر لانے والے
خدا سے مرادوں کے دلوانے والے
ہیں پیران پیر اس جگہ آنے والے
مریدانِ عاصی کے بخشانے والے

ہے مشہور اوروں کا بھی آستانا
مگر اس سے واقف ہے سارا زمانا
ولی ہیں جہاں میں بہت ہمنے مانا
حسن اُن کا دادا حسین اُن کا نانا
کہاں ایسے ہیں دادے اور نانے والے

شب ہجر کے کر یہ صدمے سہوں گا
سنوں گا کسی کی نہ اپنی کہوں گا
یقیں ہے کہ ہرگز نہ جیتا بچوں گا
تمنا ہیں جیلاں کے میں چل بسوں گا
بُلا لو مجھے گر ہو بُلوانے والے

تصدق میں ہوں کاکل پرشکن کے
میں سو جان سے قربان ترے بانکپن کے
میں صدقے تری چشم اعجاز فن کے
ادھر دیکھ ہر یالے بانکے حسن کے
نظر ڈالنا جاہیے بانے والے

ابھی آہ سے نہ جبیں تیرے عاشق
بھلا قید ہوں گے کہیں تیرے عاشق
ہلا دیں گے عرش بریں تیرے عاشق
نہ ہوویں گے گوشہ نشیں تیرے عاشق

نہ بیٹھیں گے چلّے میں چلّانے والے

مرے پاس آنے میں کیوں ہے بہانا
میاں جانے والے ذرا رحم کھانا
کرم غیر پر ہم کو بالا بتانا
خدارا میری طرف ہوتے جانا

مری جان جاتی ہے او جانے والے

کدھر عزم ہے فاطمہ کے رنگیلے
ذرا دیکھ تو او علی کے رسیلے
کدھر رخ ہے اے بیکسوں کے وسیلے
ادھر آ حسن کے رنگیلے سجیلے

وہ سج دھج حسینی کے دکھلانے والے

وہ جوبن وہ صورت وہ اٹھتی جوانی
دکھا دے حسین و حسن کی نشانی
وہ پوشاک بریں کسی کے شہانی
نبی و علی فاطمہ جی کے جانی

مری جان اور دل کے لیجانیوالے

میں کہتا تھا دل مفت برباد ہوگا
خبر کیا تھی ناشاد دل شاد ہوگا
غم ہجر سے خاک آزاد ہوگا
یہ ویرانہ اب قادر آباد ہوگا

وہ اس دل ہی میں چھاؤنی چھانیوالے

جو دولت نہیں ہے نہ ہووے بلا سے
یہ سب کچھ ملے گا تمہاری دعا سے
نہ شاہی سے مطلب نہ ظلِّ ہما سے
ہیں کیا بے وسیلہ کے مانگوں خدا سے

تمھیں دینے والے ہو دلوانے والے

مری عرض اے رشک عیسےٰ اسے سنو تو
جمالِ منور کسی دن دکھا دو
دوا وہ عنایت ہو جس سے شفا ہو
ترستے ہیں ہم جان من دیکھنے کو

نہ ترسا ہمیں جی کے ترسانے والے

جو ہو مہر عارض ترا پر تو افگن	تو صحرائے جبلاں بنے دشت ایمن
نہ کیوں پڑھنیاں رخ ہوائے رشک گلشن	حسب اور نسب ہی خدائی ہے روشن

گھرانا نبوت کا چمکانے والے

کہاں رند مشرب ہیں آئیں بعجلت	کہ تشریف لاتے ہیں بانی عرس و بدولت
یہ بخشش کا موقع ہے ہنگام رحمت	وہ پہنچیگا جنت میں کی جس نے بیعت

کہ ہیں ہاتھوں ہاتھ آپ پہنچانے والے

سیاہی رہے گی نہ مطلق دلوں میں	یہ واعظ گنے جائینگے عاشقوں میں
رہیں گے شب و روز پھر دل جلوں میں	دل الجھیں گے محبوب کے گیسوؤں میں

تو شانہ کرو او بال سلجھانے والے

وہ لخت دل حضرت فاطمہ ہے	وہ نور نگاہ رسول خدا ہے
خدا کی طرف سے یہ رتبہ ملا ہے	خدا نا زبردار محبوب کا ہے

خدا پر وہ ہیں ناز فرمانے والے

لڑکپن میں نام مبارک سنا تھا	سنا ہے کہ عشرت جبھی سے ہے شیدا
یہ مدت سے ہے عاشق روئے زیبا	مذاق اب تیرے شوق میں ہے تڑپتا

مزید ارشو قین تڑپانے والے

روایت

نقل ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی کو ولایت ہند عطا ہوئی اُس وقت آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں حاضر تھے اور عین بروقت طواف روضۂ مقدس بشارت ہندوستان ہوئی آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو روانہ کیا کہ اول حضرت ماوای

وملجائی سید محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ملاقات کرنا اور چندے اُن کی خدمت میں توقف کرکے سمت ہندوستان روانہ ہو جانا خواجۂ عالم وہاں سے روانہ ہوکر اوّل تو اپنے وطن میں رونق افروز ہوئے پھر وہاں سے حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو کہ اُس زمانے میں اُن کی عمر شریف بہہ وجوہ نیرہ برس کی تھی ہمراہ لیکر جانب بغداد شریف چلے جب حضرت غوث الاعظم سے ملاقات ہوئی آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکا تمھارے ہمراہ کون ہے آپ نے جواب دیا کہ نام اس کا قطب الدین ہے اور چونکہ چھٹ پن سے مجھ سے نہایت مانوس ہے یہ بھی ہمراہ ہو لیا اور اب مجھ سے بیعت بھی کرچکا ہے غوث پاک نے حضرت بختیار کاکی کو اپنے پاس بُلایا اور دست شفقت سر پر پھیر کر فرمایا کہ یہ لڑکا قطب الاقطاب ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا جب حضرت خواجہ کو سات روز کامل گزر گئے تو ایک روز محبوب سبحانی نے ارشاد کیا کہ برادرم معین الدین تم کو تشریف لائے اتنے دن گزرے مگر حیف ابھی تک تمھاری دعوت نہیں کی آپ نے کہا کہ دسترخوان پر دونوں وقت انواع اقسام کے لذیذ کھانے موجود ہوتے ہیں اور میں کھاتا ہوں پھر اور دعوت کس کو کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ای جان برادر طعام گوناگوں تمھاری دعوت نہیں۔ ہاں تمھاری دعوت کے لیئے سماع کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ آپ نے کہا کہ میرا دل اس امر کو گوارا نہیں کرتا کہ جو فعل آپ کی ذات بابرکات سے آج تک ظہور میں نہ آیا ہوا اب وہ میرے باعث سے وقوع میں آئے حضرت نے ارشاد کیا کہ میں سماع سے انکار نہیں کرتا ہاں میرے طریقے میں سماع کا سُننا کچھ لابدی نہیں نظر بریں "تا الیوم سننے کا اتفاق نہ ہوا مگر اب تمھارے سبب سے میں بھی سُن لوں گا۔ جناب خواجہ صاحب نے کہا کہ اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ غرض خدام کہیں سے ایک قوال کو بُلا لائے اور مجلس منعقد ہوئی قوالوں نے غزل سرائی شروع کی اور حضرت خواجہ صاحب کو حال طاری ہوا کہتے ہیں کہ جب تک خواجہ عالم کو کیفیت

رہی غوثِ پاک عصائے شریف زیرِ زنخدانِ مبارک رکھے ہوئے رونق افروزِ مجلس تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ آپ کچھ زور سا فرما رہے ہیں اور جسمِ اطہر عرق آلود تھا جب مجلس سماع برخاست ہوئی خدام مقربین نے دریافت کیا کہ ہنگامِ حالت خواجہ صاحب حضور عصائے مبارک پر کیوں زور فرما رہے تھے ارشاد کیا کہ برادر عزیز کو اُس وقت وجد عالی طاری تھا اگر میں بزورِ ولایت زمین کو نہ سنبھالے رہتا تو یقیناً نعروں سے یہ خطہ خاک اُلٹ جاتا بلکہ پاش پاش ہوکر منتشر ہوجاتا جلَّ جلالہٗ وتعالیٰ شانہٗ لوحش اللہ کیا زورِ ولایت ہے اور سبحان اللہ کیا وجد و حالت ہے قصہ مختصر خواجہ صاحب تین مہینے تک حضرت غوث الاعظم کے یہاں مہمان رہے بعد اُس کے آپ سے اجازت حاصل کرکے ہندوستان کو روانہ ہوگئے۔

روایت

ایک بار جناب محبوب سبحانی کسی جانب تشریف لئے جاتے تھے اور راستے میں دو شخص ایک عیسائی دوسرا مسلمان مذہب کے مقدمہ میں سرگرم تکرار تھے یہ دونوں جمال باکمال دیکھ کر حضورِ والا میں حاضر ہوئے اور آپ کو حَکَم قرار دے کر اس مقدمہ میں انفصال چاہا حضور نے فرمایا کہ تم دونوں جو جو دلائل اپنے اپنے پیغمبروں کی فضیلت کے رکھتے ہو پیش کرو مسلمان نے عرض کی کہ ہمارے نبی اعظم رسول اکرم فخر العرب والعجم رہبر جن و آدم حضرت محمد مصطفٰے خاتم الانبیا افضل المرسلین و رحمۃ للعالمین ہیں بس یہی دلیل کافی ہے

رُباعی

موسیٰ گزرے جز حرمِ طور نکرد
قربانِ مسافرے کہ در خلوتِ عرش

عیسےٰ سفرے کرد و لے دور نکرد
با کفش و عصا رفت و کسے شور نکرد

نصرانی نے کہا کہ حضرتِ عیسیٰ روح اللہ مُردے کو ایک دم میں زندہ کر دیتے تھے یہی حجت روشن و برہان مبرہن ہے۔

قطعہ

یا رٹھکراتا ہے مردوں کو عجب ناز سے
کیا اثر حرفِ لبِ جاں بخش ہیں ہے ای خدا

زندہ کر دیتا ہے اک ٹھوکر ہیں سو اعجاز سے
جی اُٹھے ہم قُم بِاِذنِ اللہ کی آواز سے

حضرت نے دونوں کی تقریر گوش زد فرما کے نصرانی سے ارشاد کیا کہ حضرت عیسیٰ قم باذن اللہ سُناتے ہیں اور مردے کو زندہ فرماتے ہیں مگر اُمّت محمدی میں بعنایتِ خدا و نادرِ عالم اکثر ادنیٰ شخص فقط لفظِ قم بِاِذنی زبان پر لاتے ہیں اور مردہ صدسالہ کو جلاتے ہیں۔

شعر

صاحبِ توہین کی کتنی کماں ہے چڑھ گئی
قُم بِاِذنِ اللہ جیسی قُم بِاِذنی بڑھ گئی

عیسائی نے عرض کی کہ بندہ پرور یہ امر قرین قیاس نہیں ہاں اگر بچشم خود دیکھ لوں تو بے شک دین عیسوی سے باز آؤں اور جناب رسول خدا پر ایمان لاؤں۔

بیت

اور امتحاں بغیر تو یہ آپ کا غلام
قائل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

حضرتِ فیض منزلت اُس کے ہمراہ ایک گورستانِ کہنہ میں تشریف لائے اور ایک پُرانی قبر پر جلوہ فرما ہو کر قم باذنی ارشاد کیا ادھر تو قم باذنی فرمایا اور

اُدھر وہ مُردہ زندہ ہوکر قبر سے نکل آیا جب اُس نصاری کو یہ نظر آیا تو کلمہ پڑھا اور
ایمان لایا واہ سبحان اللہ ولایت اس کو کہتے ہیں اور کرامت اس کا نام ہے۔

شعر

رحمت خدا کی ابن شہِ لافتیٰ پہ ہو	
فرزندِ خاص حضرتِ خیرالوریٰ پہ ہو	

روایت

جب حضرت بہاء الدین نقشبندی نے حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تو جناب امیر نے اُن کو بکمال عنایت اسم ذات کے شغل کی تلقین کی مگر حضرت بہاء الدین کے آئینۂ دل میں تصوّر نقش اسم اعظم ہرگز نہیں جمتا تھا اور جمعیت خاطر میں تفرقہ تھا تفرقے سے گھبراتے تھے ایک روز جانب صحرا چلے جاتے تھے دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اُنھیں کی طرف آرہے ہیں جب آئے تو فرمایا کہ اے خواجہ بہاء الدین نقشبندی مجھے اسم اعظم حضرت محبوب سبحانی سے پہونچا ہے تو اُن کی جناب میں رجوع کر کہ تیرا کام بر آئے اور اپنے دل کی مراد پائے انھوں نے شب کو موافق ہدایت جناب خضر علیہ السلام جمال گیتی آرائے حضرت غوث الاعظم دیکھا حضور نے انگشتان دست مبارک کہ مانند اسم ذات کے ہیں خواجہ صاحب کو دکھائیں دیکھتے ہی نقش مذکور دل پر جم گیا تا بحدیکہ ہر شے نظر اقدس میں وہی نقش محسوس ہونے لگی اور کمخواب بانی میں بجائے بوٹہ ہائے کمخواب اسم اعظم کی گل کاری ہوتی تھی فیضان کرامت تھا۔

اشعار عشرت

جو بخت نارسا میرا رسا ہے	تصوّر میں وہ چشم سرمہ سا ہے

سرِ عشرت ہی اور سودائے گیسو		گلے کا ہار وہ زلف دوتا ہی

روایت

شیخ ابوالحسن احمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ ایک روز آپ کے ایک خادم نے انتقال کیا اُس کے زن و فرزند روتے پیٹتے خدمت والا میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ آج حضور کا فلاں خادم فرق مبارک پر سے تصدّق ہو گیا برائے خدا دستگیری کو کام فرمائیے اور للہ اس وقتِ سخت میں کام آئیے یہ کہہ رہے تھے کہ بحر مواج کرم جوش زن ہوا اور حضرت نے عالم مراقبہ میں ملک الموت سے ملاقات کی اور فرمایا کہ آج ہمارے ایک مرید نے قضا کی اُس کی روح ہم کو واپس دے دو حضرت عزرائیل نے تبسم کناں کہا کہ اُس کی روح بموجب فرمان خداوند عالم قبض کی گئی ہی اب بجز صدور حکم ثانی واپس نہیں دی جاتی یہ جملہ سنتے ہی غوث پاک کو خیال آیا اور زنبیل کہ جس میں اُس دن کی کل روحیں بند تھیں چھین لی اور بلاتامل سب کو آزاد کر دیا اور ارشاد کیا کہ ای روحو قسم ہی تم کو خدا کی کہ بحکم احکم الحاکمین پھر اپنے اپنے جسد ہائے بیجان میں جلوہ گر ہو جاؤ ارشاد کی دیر تھی کہ اُس دن کے تمام مردے مع خادم مذکور جی اُٹھے فرشتہ یہ حال دیکھ کر دربار ایزدی میں حاضر ہوا اور گزارش کی۔

شعر

چہ حاجت است بہ پیشِ تو حالِ دل گفتن
کہ حالِ خستہ دلاں را تو خوب میدانی

ای پروردگارِ عالم آج ایک شخص نے مجھ سے زنبیلِ ارواح چھین لی اور روحوں کو آزاد کر دیا ارشاد ہوا کہ ای عزرائیل وہ شخص یعنی محی الدین عبدالقادر جیلانی خاص محبوب خدا اور خاص مطلوب اینجانب ہی اگر اُس کے کہنے سے ایک روح کو

چھوڑ دیتے توکل زنبیل کیوں چھن جاتی ای عزرائیل اب کبھی ایسا نہ کرنا کیونکہ ہمارے محبوب کا فرماں بردار خاص ہمارا فرماں بردار ہے۔

غزل عاقل محمد خاں عشرت در وصف شریف حضرت

یہ کس کی زلفِ شبگوں کا بیاں ہے
سبق واللّیل کا نوکِ زباں ہے

نہ کیونکر ہو دماغ اپنا فلک پر
یہ کس کا سر یہ کس کا آستاں ہے

مشامِ قدسیاں ہے عطر آگیں
یہ کس کی گیسوئے عنبر فشاں ہے

وظیفہ ہے ہمارا غوث الاعظم
تمھارا نامِ نامی حرزِ جاں ہے

مدد کا ہے یہ موقع پیر و مرشد
عدوے جاں ہمارا آسماں ہے

رہوں جیلاں میں اُن کے زیر سایہ
بھلا ایسی مری قسمت کہاں ہے

زباں کے وجد میں لیتا ہوں بوسے
کہ اُن کا وصف اور میری زباں ہے

عدو کے واسطے ہے قعرِ دوزخ
مریدوں کے لیئے باغِ جناں ہے

غمِ فرقت میں عشرت جاں بلب ہے
بس اب دو چار دن کا میہماں ہے

روایت

ایک بار غوث پاک نے سفر فرمایا راستے میں ایک شہر میں گزر ہوا چار سوے بازار میں ایک شخص مرغ کے بچّے ہوئے انڈے بیچ رہا تھا آپ نے ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا کہ اگر یہ انڈے بریاں نہ ہوتے تو ان میں سے بچے پیدا ہوتے بفور ارشاد ایں لفاظ مُرغ کے انڈوں میں سے مُرغ کے بچے نکلے اور پرواز کی رفتہ رفتہ اس امر کی شہرت

تمام شہر میں ہوگئی خدا کی قدرت اُس شہر میں ایک ولی رہتے تھے اُنھوں نے آپ کی خدمت شریف میں کہلا بھیجا کہ آپ اس شہر میں مسافرانہ آئے تھے لہذا مناسب تھا کہ دو چار دن رہ کر تشریف لے جاتے مگر تم نے جو لوگوں کو خود بخود کرامتیں دکھانی شروع کیں اور زور ولایت ظاہر کرنا آغاز کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ولایت پر دست تسلط دراز کروگے اور ہماری جانب سے لوگوں کا دل پھیروگے بس بہتر یہ ہے کہ اس مقام سے تشریف لے جاؤ یہ سُن کر حضور نے فرمایا کہ مالک الملک خدائے بے نیاز ہے اس شخص کا کیا رُتبہ کہ ملکِ خدا کو اپنی مِلک کہے اُس کو اپنی جان تک کا تو اختیار ہی نہیں یہ پیام سُن کر جب پیام آور اُن ولی کے پاس پہونچا تو فوراً اُن ولی اللہ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

بیت

ہرکہ با فولاد بازو پنجہ کرد	ساعدِ سیمینِ خود را رنجہ کرد

روایت

ایک دن ایک عورت بندگان سمو المکان کی خدمت والا میں حاضر ہوئی اور گزارش کی کہ حضور کی عنایت سے گھر میں مال واسباب اور دولت وثروت بہت کچھ ہے لاکھوں پر چراغ جلتا ہے مگر نور چشم نہیں بے بصر ہوں روز روشن شب تار معلوم ہوتا ہے ہزار طرح کی نعمتیں موجود ہیں حیف زندگی کا لطف نہیں آتا۔

مُسدّس

دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر	راحت کوئی آرامِ جگر سے نہیں بہتر

لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر
نکہت کوئی بوئے گلِ تر سے نہیں بہتر

صدموں میں علاجِ دلِ مجروح یہی ہی
ریحاں ہی یہی رَوح یہی رُوح یہی ہی

ماں باپ کا دل غنچۂ خنداں ہی اسی سے
وہ گل ہی کہ گھر رشکِ گلستاں ہی اسی سے
سب راحت و آرام کا ساماں ہی اسی سے
آبادیِ کاشانۂ انساں ہی اسی سے

کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہی
گھر قبر سے بدتر ہی جو فرزند نہیں ہی

یہ وہ ہی عصا پیر جواں رہتا ہی جس سے
یہ وہ ہی نگیں نام و نشاں رہتا ہی جس سے
وہ شمع ہی پُر نور مکاں رہتا ہی جس سے
وہ ڈور ہی قوی رشتۂ جاں رہتا ہی جس سے

کھوتے نہیں یہ مالِ زر و مال کے بدلے
موتی بھی لُٹا دیتے ہیں اس لال کے بدلے

صولت یہی شوکت یہی جلال یہی ہی
ثروت یہی حشمت یہی اقبال یہی ہی
سرمایہ یہی نقد یہی مال یہی ہی
گوہر یہی یاقوت یہی لال یہی ہی

دلبند رہو پہلو میں تو غم پاس نہیں ہی
کچھ پاس نہیں گر یہ رقم پاس نہیں ہی

ماں باپ کی آسایش و راحت ہی پسر سے
تلخی میں بھی جینے کی حلاوت ہی پسر سے
خوں جسم میں آنکھوں میں بصارت ہی پسر سے
ایام ضعیفی میں بھی طاقت ہی پسر سے

آرامِ جگر قوتِ دل راحتِ جاں ہی
پیری میں سہارا ہی کہ فرزند جواں ہی

وہ شی ہی خوشی در پہ کھڑی رہتی ہی جس سے
وہ چین ہی راحت کی گھڑی رہتی ہی جس سے
وہ پھل ہی امید بڑی رہتی ہی جس سے
وہ ڈور ہی یہ جان لڑی رہتی ہی جس سے

آرام ہے گر تاب و تواں ساتھ ہو اس کے	
پھرتا ہے جدھر رشتۂ جاں ساتھ ہو اس کے	

اُمیدوار ہوں کہ مجھے اللہ سے کہہ سُن کر ایک لڑکا دلوا دیجیے مرض محبّتِ فرزندی میں جاں بلب ہوں للہ مسیحائی کیجیے قبلۂ عالم نے ارشاد کیا کہ ہر چند کہ قسّام ازل نے تجھے دولت فرزندی سے محروم رکھا ہے اور تیری قسمت میں لڑکا نہیں لکھا مگر ہم دُعا کرتے ہیں اور یقین ہے کہ خدا سے لڑکا دلوائے دیتے ہیں یہ فرماکر دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا میں مشغول ہوئے حکم ایزدی نافذ ہوا کہ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ یعنی ہم نے اس عورت کی قسمت میں بیٹا نہیں لکھا ہے جواب سُن کر مکرّر عرض کی کہ ایک نہیں دو لڑکے عنایت ہوں ثانیاً وہی جواب پایا غرض آپ ہر بار ایک لڑکا بڑھاتے جاتے تھے اور اُدھر سے وہی جواب پاتے تھے جب اس طور سے سات لڑکوں کی نوبت پہونچی تو ندا آئی کہ ای محبوب بس کر ہم نے اس کو سات لڑکے عطا کیے۔ اللہ اکبر یہ ناز و نیاز جس کے لیے ہے اُسی کے لیے ہے۔

قطعہ نظم

سمجھ سکتا ہے کوئی بوالہوس کب عشق کی رمزیں	کہ باطن میں تو آسانی ہے اور ظاہر میں دشواری
نیاز عاشقاں معشوق را برناز مید ارد	خدا سے سیکھ لو بندہ وطریق نازبرداری

حضرت نے سات لڑکے ہونے کی عورت کو بشارت دی اور تھوڑی سی خاکِ قدم شریف کہ ای عاشقانِ گیسوئے درہم و برہم وای شیفتگانِ زلف پرپیچ و خم فی الحقیقت اکسیرِ اعظم و بلا اشتباہ کبریت احمر تھی عطا کی اور فرمایا اس کو تعویذ سیم خالص میں رکھ کر گلے میں ڈال لینا الغرض وہ عورت چلی گئی اور حسب الارشاد والا اُس کے یہاں سات لڑکے پیدا ہوئے

لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر
نکہت کوئی بوئے گلِ تر سے نہیں بہتر

صدموں میں علاج دلِ مجروح یہی ہے
یہ جاں ہے یہی روح یہی رُوح یہی ہے

ماں باپ کا دل غنچۂ خنداں ہے اسی سے
سب راحت و آرام کا ساماں ہے اسی سے
وہ گل ہے کہ گھر رشکِ گلستاں ہے اسی سے
آبادیِ کاشانۂ انساں ہے اسی سے

کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے
گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے

یہ وہ ہے عصا پیر جواں رہتا ہے جس سے
وہ شمع ہے پُرنور مکاں رہتا ہے جس سے
یہ وہ ہے نگیں نام و نشاں رہتا ہے جس سے
وہ دُر ہے قوی رشتۂ جاں رہتا ہے جس سے

کھوتے نہیں یہ مال رو مال کے بدلے
موتی بھی لُٹا دیتے ہیں اس لال کے بدلے

صولت یہی شوکت یہی جلال یہی ہے
سرمایہ یہی نقد یہی مال یہی ہے
ثروت یہی حشمت یہی اقبال یہی ہے
گوہر یہی یاقوت یہی لال یہی ہے

دلبند ہو پہلو میں تو غم پاس نہیں ہے
کچھ پاس نہیں گر یہ رقم پاس نہیں ہے

ماں باپ کی آسائش و راحت ہے پسر سے
خوں جسم میں آنکھوں میں بصارت ہے پسر سے
تلخی میں بھی جینے کی حلاوت ہے پسر سے
ایامِ ضعیفی میں بھی طاقت ہے پسر سے

آرامِ جگر قوتِ دل راحتِ جاں ہے
پیری میں سہارا ہے کہ فرزند جواں ہے

وہ شے ہے خوشی در پہ کھڑی رہتی ہے جس سے
وہ نخل ہے امید بڑی رہتی ہے جس سے
وہ چین ہے راحت کی گھڑی رہتی ہے جس سے
وہ دُر ہے یہ وہ جان لڑی رہتی ہے جس سے

آرام ہو کہ تاب و تواں ساتھ ہو اس کے پھرتا ہے جدھر رشتۂ جاں ساتھ ہو اس کے	

اُمیدوار ہوں کہ مجھے اللہ سے کہہ سُن کر ایک لڑکا دلوا دیجیے مرض محبتِ فرزندی میں جاں بلب ہوں للہ مسیحائی کیجیے قبلۂ عالم نے ارشاد کیا کہ ہر چند کہ قسّام ازل نے تجھے دولت فرزندی سے محروم رکھا ہے اور تیری قسمت میں لڑکا نہیں لکھا مگر ہم دُعا کرتے ہیں اور یقین ہے کہ خدا سے لڑکا دلوائے دیتے ہیں یہ فرماکر دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا میں مشغول ہوئے حکم ایزدی نافذ ہوا کہ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ یعنی ہم نے اس عورت کی قسمت میں بیٹا نہیں لکھا ہے جواب سُن کر مکرّر عرض کی کہ ایک نہیں دو لڑکے عنایت ہوں ثانیاً وہی جواب پایا غرض آپ ہر بار ایک لڑکا بڑھاتے جاتے تھے اور اُدھر سے وہی جواب پاتے تھے جب اس طور سے سات لڑکوں کی نوبت پہونچی تو ندا آئی کہ اے محبوب بس کر ہم نے اس کو سات لڑکے عطا کیئے۔ اللہ اکبر یہ ناز و نیاز جس کے لیئے ہو اُسی کے لیئے ہے۔

قطعہ نظام

سمجھ سکتا ہے کوئی بوالہوس کب عشق کی رمزیں نیازِ عاشقاں معشوق را برناز میدارد		کہ باطن میں تو آسانی ہے اور ظاہر میں دشواری خدا سے سیکھ لو بندہ و طریقِ ناز برداری

حضرت نے سات لڑکے ہونے کی عورت کو بشارت دی اور تھوڑی سی خاکِ قدم شریف کہ اے عاشقانِ گیسوئے درہم و برہم واے شیفتگانِ زلف پرپیچ و خم فی الحقیقت اکسیر اعظم و بلا اشتباہ کبریت احمر تھی عطا کی اور فرمایا اس کو تعویذ سیم خالص میں رکھ کر گلے میں ڈال لینا الغرض وہ عورت چلی گئی اور حسب الارشاد والا اُس کے یہاں سات لڑکے پیدا ہوئے

شعرِ عشرت

کہا جو کچھ وہ دِلوایا کرامت ہو تو ایسی ہو خدا پر ناز کرتے ہیں ولایت ہو تو ایسی ہو

ایک اِن کا ذکر سُنو کہ اُس عورت نے دل میں کہا کہ یہ ساتوں فرزند اتفاقاتِ زمانہ سے پیدا ہوئے ہیں ورنہ حضور نے تو صرف تھوڑی سی خاک مرحمت فرمائی تھی بھلا اُس خاک سے کیا خاک عقدہ کشائی ہوتی اب اس خاک کو رکھنا فعل عبث ہے یہ کہکر وہ دولت بے بہا پھینک دی اور اکسیرِ اعظم کو خاک میں ملا دیا اس اکسیرِ اعظم کا خاک میں ملانا تھا کہ اُس کا لاکھ کا گھر خاک میں مل گیا اور بھرا گھر خالی ہو گیا یعنی وہ ساتوں فرزند بحکم خدا مر گئے

بیت

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

شعر

رحمت خدا کی ابنِ شہِ لافتیٰ پہ ہو فرزندِ سبطِ حضرتِ خیر الوریٰ پہ ہو

روایت

ایک بار ایک فقیر کسی شہر کا رہنے والا خدمت والا میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ہر شخص کی زبان پر حضور کے فیض اور حضور کی سخاوت کا ذکر ہے اور ہر فرد بشر سکا کی تعریف میں عذب البیان ہے گزارش ہے کہ فدوی نے جو سُنا ہے وہ آنکھوں سے دیکھ لے

جنابِ عالی نے خدام کو ارشاد کیا کہ اچھا ایک سو چالیس فاسق و فاجر قمار بازوں اور
مے خواروں کو حضور میں حاضر کرو ستر کو جانب راست اور ستر کو جانب چپ بٹھاؤ۔
ارشاد والا کی فوراً تعمیل ہوگئی حضرت نے ایک بار جانب راست دیکھا تو کل فاسق و
فاجر ولی ہوگئے اور دوسری بار سمت چپ ملاحظہ کیا تو تمام قمار باز و مے نوش درجۂ
ولایت کو پہونچ گئے جو چیز برسوں کی محنت اور مدت کی ریاضت سے بھی حاصل نہیں
ہوتی اُس گروہِ اوباش کو بلا کوشش و مشقت چشم زدن میں مل گئی وہ سب کے سب
سجدۂ شکر پروردگار بجالائے اور مشرف بہ خادمیت ہوئے حضور نے اُس فقیر سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج تو ہم سے یہ سخاوت ظہور میں آئی اور یہی طریقہ جاری ہے اور
آئندہ بھی جاری رہے گا درویش نے اپنے سوال کا جواب شافی پایا قائل ہوا اور
شرف ملازمت سے مشرف ہوگیا اے بندہ پرور ایک نگاہ کرم کا مشتاق میں بھی ہوں
اور اے کرم گستر ایک اشارہ چشم عنایت کی تمنا مجھے بھی ہے۔

قطعہ

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابرِ کرم بحرِ سخا کچھ تو ادھر بھی

کیا دیر کرم میں ہے خدا جانے وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی

روایت

لکھا ہے کہ جب شبِ معراج خدائے بے نیاز نے اپنے محبوب اور اپنے مطلوب
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرشِ بریں پر یاد فرمایا تو جبرئیل امیں براقِ برق رفتار آستانۂ
مبارک پر لایا اور نہایت ادب سے عرض کرنے لگا

شعرِ عشرت

رسول اللہ جبرئیلِ امیں مژدہ سناتا ہی
چلو تم کو خدا عرشِ معلّےٰ پر بلاتا ہی

مگر روح الامین نے جناب رحمۃ للعالمین کو خواب راحت میں مشغول پایا تو بموجب الہام جناب باری اپنا مُنہ حضور کے پائے مبارک سے ملنے لگے ہرچند عشرت شیدا خوب جانتا ہی کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک مگر اس کا دل مضطر خواہش کرتا ہی اور بے ساختہ گستاخانہ اس کی زبان سے حالت شوق و اشتیاق میں نکلتا ہی کہ ای کاش اس کا مقدر نارسا رشک طالع سکندر و غیرتِ بخت دارا ہو جاتا یعنی اس کو دردولت حضور معلّےٰ کی دربانی میسّر آجاتی اور اس وقت بہزاراں ہزار نیاز و ادب زبان عجز سے خادم فلک احتشام جناب رسالت پناہ کی خدمت عالی میں بصد نیاز گزارش کرتا

اشعارِ عشرت

خوابِ راحت سے اُٹھو مہرِ عرب ماہِ عجم
خوابِ راحت سے اُٹھو ای شہِ گردوں حشمت
خوابِ راحت سے مرے احمدِ مختار اُٹھو
دیر ہوتی ہی اُٹھو تم کو بلاتا ہی خدا
آج مشتاق ہی اللہ تمھارا جاگو
شور ہی چرخ پہ آتے ہیں رسول عربی
جاگیئے جاگیئے ای خلق خدا کے دلبر
جاگیئے جاگیئے ای زینتِ بزم عالم
جاگیئے جاگیئے محبوبِ خداوند جہاں
جاگیئے جاگیئے ای درجِ شرافت کے گہر

خوابِ راحت سے اُٹھو بحر سخا ابرکرم
خوابِ راحت سے اُٹھو ای شہِ عالی رفعت
یاد کرتا ہی خدا عرش پہ سرکار اُٹھو
دیر ہوتی ہی اُٹھو جلد رسول دوسرا
بخت کا اوج پہ ہی آج ستارا جاگو
جاگیئے آپ بھی ای خسروِ اُمّی لقبی
جاگیئے جاگیئے ای چارہ گر دردِ جگر
جاگیئے جاگیئے ای نفحۂ حیات آدم
جاگیئے جاگیئے مطلوبِ خداوند جہاں
جاگیئے جاگیئے ای چرخ ہدایت کے قمر

	یاں سواری جو تیری ماہ جبیں سجتی ہے بہر دربار وہاں عرش بریں سجتی ہے	

غرض حضرت برودت جسم جبرئیل علیہ السلام سے کہ جس کی ترکیب کافور جنت سے ہی بیدار ہوئے اور یہ نوید جانفزا سنکر آب کوثر سے غسل فرماکر عمامۂ عنبر زیب سر و لباس معطر در بر کیا غرض جب ہماری سرکار شان و شوکت و تزک و احتشام سے براق کے پاس تشریف لائے تو براق فرط خوشی و وفور شادمانی سے پھولا نہ سمایا اور اس قدر بڑھا اور اونچا ہوا کہ حضور کا پائے مبارک رکاب تک نہ پہونچا اُس وقت روح پاک بھی سرور ریاض حسنی و گل سرسبد گلزار حسینی مرشدی و مولائی جناب ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر ہوئی اور بصد عجز و نیاز اپنی گردن اپنے دادا کے قدم شریف کے نیچے رکھدی اور عرض کی

بیت

گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی

جناب رسول خدا گردن غوث الاعظم پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہوئے اور روح سے دریافت کیا کہ تو کون ہی روح نے گزارش کی کہ حضور کے فرزندوں میں سے ایک گزارشگر بھی ہی اگر جناب عالی آج کی نعمت میں سے کچھ نیاز مند کو بھی عنایت فرمائیں گے تو فدوی حضور معلیٰ کے بعد قبلۂ عالم کے دین کو زندہ کرے گا ارشاد ہوا کہ اچھا ہمارا قدم تیری گردن پر ہی اور تیرا قدم کل اولیا کی گردن پر اور تیرا نام محی الدین ہی

تضمین فیض آگین

شاعر اعجاز کلام میاں نظام الدین صاحب المتخلص بہ نظام

کس کی فرقت نے کیا ہی مجھے آوارہ وطن	کس کی اُلفت نے کیا ہی مجھے گرم شیون

کس کی دوری میں ہوں پابندِ غم و رنج و محن
کس کے باعث ہے دلِ سوختہ برقِ خرمن

کیا بتاؤں تجھے وہ کون ہے اے مشفقِ من
نونہالِ چمنِ عظمت و رشکِ گلشن

وہ نگارِ عجمی دلبرِ جیلاں مسکن
وہ شہنشاہ کہ بغداد ہے جس کا مدفن

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؓ و علویؓ و حسنینی نسبی

جلوۂ قامتِ موزوں پہ قیامت صدقے
رُخِ پرنور پہ خورشید کی طلعت صدقے

خُلق وہ خُلق کہ جس خُلق پہ خِلقت صدقے
شان وہ شان کہ جس شان پہ حرمت صدقے

نازِ محبوبیت ایسا کہ نزاکت صدقے
حسن و خوبی کا وہ انداز کہ قدرت صدقے

دلِ اسلام فدا جان شریعت صدقے
کہہ رہی ہے یہی ہو ہو کے کرامت صدقے

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؓ و علویؓ و حسنینی نسبی

تجھے اللہ نے جو رتبۂ اعلیٰ بخشا
کب کسی کو یہ شرف اور یہ درجا بخشا

کیا بتاؤں کہ کرم سے تجھے کیا کیا بخشا
خلعتِ قربیتِ خاص سراپا بخشا

چشمِ بینا تجھے بخشی دلِ دانا بخشا
سینۂ روشن و پرنور و مصفا بخشا

لبِ جاں بخش کو اعجازِ مسیحا بخشا
مہرِ عارض کو فروغِ یدِ بیضا بخشا

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؓ و علویؓ و حسنینی نسبی

احمد و حیدر و زہرا کی نشانی تم ہو
اور حسین و حسن پاک کے جانی تم ہو

قُطبِ ربّانی و غوث الصمدانی تم ہو
دینِ اسلام کی بنیاد کے بانی تم ہو

رہبرِ طفلی و پیری و جوانی تم ہو
واقفِ رازِ عیانی و نہانی تم ہو

بحرِ افضالِ الٰہی کی روانی تم ہو
عالم الغیب کے گنجِ ہمہ دانی تم ہو

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؑ و علویؑ و حسنینی نسبی

آپ کے واسطے کی حق نے کرامت پیدا
آپ کے سر پہ ہے اکلیلِ ولایت زیبا
آپ کو منصبِ غوثیتِ اعظم بخشا
آپ کو خلعتِ قطبیتِ کونین ملا
آپ سے اخترِ تقدیرِ شریعت چمکا
آپ سے آئینۂ روئے طریقت کو جلا
آپ نے پایۂ تحقیق حقیقت کو دیا
آپ نے معرفتِ حق کا بنایا رستا

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؑ و علویؑ و حسنینی نسبی

چمنِ وحدتِ حق کے گلِ بیخار ہو تم
تاج و دیہیم سعادت کے سزاوار ہو تم
سرمۂ مردمِ چشم اولوا الابصار ہو تم
دونوں عالم کی حقیقت سے خبردار ہو تم
بیکسوں کے دمِ تکلیف مددگار ہو تم
ہم سے غم دیدوں کے ہر حال میں غمخوار ہو تم
عیسیٔ وقت و علاجِ دلِ بیمار ہو تم
پیشوا دین کے اسلام کے سردار ہو تم

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؑ و علویؑ و حسنینی نسبی

ہند و چین ترک و عجم مصر و عرب روم و فرنگ
دنگ ہیں دیکھ کے اعجاز کا تیرے نیرنگ
خشک لب بروئے بحرِ کرم دجلہ و گنگ
تیرے میزانِ کرامت میں فلک ہے پاسنگ
ختم تجھ پر خرد و دانش و عقل و فرہنگ
کیوں نہ پرواز کرے طائرِ ہوشِ ہوشنگ
کشورِ دیں میں ہے تو صاحبِ تاج و اورنگ
کفر بھاگا ترے اسلام سے لاکھوں فرسنگ

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؑ و علویؑ و حسنینی نسبی

اے گلِ گلشنِ جیلاں و بہارِ بغداد
زینتِ ملکِ عرب زیبِ دیارِ بغداد

شوخ و شنگِ عجمی ترک و نگارِ بغداد — میں ہوں مجنوں ترا ای ناقہ سوارِ بغداد
کون ہی میری طرح عاشقِ زارِ بغداد — دین و ایمان و دل و جاں سے نثارِ بغداد
کم نہیں یثرب و بطحیٰ سے وقارِ بغداد — سرمۂ چشمِ ملائک ہی غبارِ بغداد

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؒ و علویؒ و حسنینی نسبی

آسماں درپئ بیداد ہی غوث الاعظم — دل بہت مضطر و ناشاد ہی غوث الاعظم
خاک در در مری برباد ہی غوث الاعظم — تیری درگاہ میں فریاد ہی غوث الاعظم
رحم فرما دمِ امداد ہی غوث الاعظم — کیا مرے حق میں اب ارشاد ہی غوث الاعظم
تو گلِ گلشنِ ایجاد ہی غوث الاعظم — مہِ جیلاں شہِ بغداد ہی غوث الاعظم

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؒ و علویؒ و حسنینی نسبی

جلوۂ نورِ خدا حضرتِ عبدالقادر — خاصِ حق جل و علا حضرتِ عبدالقادر
رونقِ ارض و سما حضرتِ عبدالقادر — خواجۂ ہر دوسرا حضرتِ عبدالقادر
شیخنا سیدنا حضرتِ عبدالقادر — محیِ دین راہنما حضرت عبدالقادر
میرے ماں باپ فدا حضرتِ عبدالقادر — دستگیری کرو یا حضرتِ عبدالقادر

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؒ و علویؒ و حسنینی نسبی

ای شہنشاہِ اولوالعزم دیارِ جیلاں — مرشدِ جنّ و ملک ہادیِ حور و غلماں
ہو ادا آپ کی تعریف یہ ممکن ہی کہاں — خامہ توصیف میں عاجز ہی تو قاصر ہی زباں
کیوں نہ ہو آپ کا ممنونِ کرم ہر انساں — کفر کے ہاتھ سے تھا دینِ محمد نالاں
آپ کے دم سے پڑی قالبِ اسلام میں جاں — تم نہ ہوتے تو نہ ہوتا کبھی زندہ ایماں

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؑ و علویؑ و حسنینی نسبی

اے جگر گوشہ و فرزندِ رسولِ کونین
خاص محبوبِ خدا فاطمہ کے نور العین
خسروِ کون و مکاں چشم و چراغِ حرمین
ہند میں آپ کی دوری سے ہوں از حد بیچین

پسرِ فاتحِ جنگِ اُحد و بدر و حُنین
رُوحِ ریحانِ علی راحتِ روحِ حسنین
قبلہ و کعبۂ کل حضرتِ غوث الثقلین
شیئاً للہ کسی دن یہ مرا شیون و شین

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؑ و علویؑ و حسنینی نسبی

خسروا بندہ نوازی ہے تمہاری مشہور
ہے مجھے آپ کے روضے کی زیارت منظور
بے زری وہ کہ نہ سامانِ سفر پاس نہ دور
ہے خدا کے لیے مجھ پر نظرِ مہر ضرور

بخشش و فیض رسانی ہے قدیمی دستور
ہوں مگر گردشِ قسمت سے نہایت مجبور
اُڑ کے پہونچے تو یہ بے پر نہیں رکھتا مقدور
مارے ہی ڈالتی ہے حسرتِ دیدارِ حضور

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؑ و علویؑ و حسنینی نسبی

حق ہے قمری ترا اے رشکِ شہِ سروِ چمن
ہے دل صاف ترا آئینۂ سرّ و علن
معتقد ہیں جو ترے اُن کا ہے فردوس وطن
احمدؐ و فاطمہؑ سبطینؑ و علیؑ ہیں گلشن

گلِ رُخ پر ترے بلبل چمن آرائے زمن
حالِ مستقبل و ماضی تجھے سب ہے روشن
تجھ سے برگشتہ جو ہیں اُن کا جہنم مسکن
اسی گلشن کا گلِ تر ہے تو اے غنچہ دہن

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؑ و علویؑ و حسنینی نسبی

ہجر میں جاں بلبِ شوق ہوں میں آپ سے دور
زار و دل خستہ و بیمار و مریض و رنجور

دیکھیے کب ہو نظارے سے مرا دل مسرور
مجھ کو دیدار سے للہ نہ رکھیے مہجور
دیکھ لوں عالمِ رویا میں جمالِ پُر نور
آرزو کا ہے ہجوم اور تمنّا کا وفور
جلوۂ حسن کو پردے میں نہ رکھیے مستور
آپ کے نور سے ہے کفر کی ظلمت کافور

مرحبا زندہ کُنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیّ و علویّ و حسنینی نسبی

تو ہے محبوبِ الٰہی شہِ ذی مجد و ہمم
مجمعِ لطف و کرم منبعِ اشفاقِ اتم
شمعِ طاقِ نبوی رونقِ محرابِ حرم
سبطِ سبطینِ نبی ہے سرِ جن و آدم
ای نبی فاطمہ و فخرِ مسیحِ مریم
مہ جبیں مہر لقا نورِ عرب حسنِ عجم
تو گہر دونوں صدف تیرے ہیں ہستی و عدم
اولیا جتنے ہیں وہ سب ہیں ترے زیرِ قدم

مرحبا زندہ کُنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیّ و علویّ و حسنینی نسبی

حسبی و نسبی تو ہے حسینی حسنی
تجھ سے ہیں شاد و رضامند رسولِ مدنی
سب سے برتر ہے ترا مرتبہ اللہ غنی
آستاں پر ترے گھستا ہے جبینِ چرخِ دنی
ہجرِ جیلاں سے مری جان پہ آ ہی بنی
ہے کبھی نالہ و فریاد کبھی سینہ زنی
ہو مقدّر میں اگر مرگِ غریب الوطنی
تو رہے وردِ یہی شعر دمِ جاں کنی

مرحبا زندہ کُنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیّ و علویّ و حسنینی نسبی

تو طبیٔ آئینۂ قدرتِ حیّ القیوم
ثمرِ سروِ خیابانِ نبی المعصوم
گلبنِ روضۂ سرسبزِ بتولِ مغموم
پیشطاقِ درِ علمِ علی بابِ علوم
نو بہارِ چمنستانِ امامِ مسموم
عندلیبِ گلِ گلزارِ حسینِ مظلوم
حاجتِ عرض نہیں آپ کو ہوگا معلوم
ہے فرشتوں میں بھی اس مطلعِ نایاب کی دھوم

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؔ و علویؔ و حسنیؔ نسبی

سرکشی تجھ سے کرے گا جو لعینِ اکفر
آبرو تیری بڑی ہے شرف والا گوہر
ہے حسینی حسنی دونوں کے منظورِ نظر
دیکھتے ہی تجھے خوش ہوگے جنابِ سرور

ہوگا فی النار وہ مردود گھر اس کا ہے سقر
اولیا سارے ستارے ہیں تو ان سب میں قمر
غوث الاعظم مرے محبوب خدا کے دلبر
حشر میں تجھ سے کہیں گے یہ مخاطب ہو کر

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؔ و علویؔ و حسنیؔ نسبی

شہرۂ فیض ترا ماہی سے لیکر تا ماہ
سخت مشکل میں ہوں شاہا ہے بہت حال تباہ
المدد المدد اب وقت مدد ہے بادشاہ
مونہہ ترا دیکھتے رہ جائیں گے سارے گمراہ

شور بخشش کا ترے روز و شب و شام و پگاہ
رکھ نہ محروم خدا کے لئے شیئاً للہ
جاؤں کس در پہ بھلا چھوڑ کے تیری درگاہ
تجھ سے جس وقت قیامت میں کہے گا اللہ

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؔ و علویؔ و حسنیؔ نسبی

غوثیت کا تجھے اللہ نے بخشا اعزاز
خلوتِ قدس الٰہی کا ہے تو محرمِ راز
نظرِ لطف ادھر بھی کوئی اے بندہ نواز
حشر میں سب کو دکھا دیجیے اتنا اعجاز

قطبیت سے تجھے خالق نے کیا ہے ممتاز
کون جانے جو خدا سے ہے ترا راز و نیاز
آپ کا عاشق صادق ہے نظامؔ جانباز
مجھ سے فرمائیے ہاں کرو ہی تضمین آغاز

مرحبا زندہ کنِ دینِ رسولِ عربی
فاطمیؔ و علویؔ و حسنیؔ نسبی

روایت ہا

کہ ایک بار ایک عورت جناب محبوب سبحانی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گزارش
کی کہ ای دردمندوں کے چارہ ساز اور خواجۂ بیکس نواز خانۂ تاریک میرا نورِ فرزندی سے
روشن نہیں دُعا کیجیے اور اللہ سے ایک بیٹا دلوا دیجیے آپ نے بارگاہ خدا میں عرض
کی ارشاد ہوا کہ اُس کی قسمت میں بیٹا نہیں پھر دوبارہ گزارش کی وہی جواب پایا
پھر تیسری بار التماس کیا وہی ندا آئی تب تو غوث پاک نے جُبّۂ مبارک اپنا ہوا پر
پھینک دیا اور کہا کہ جب تک اس نامراد کی مراد بر نہ آئے گی فقر کی خرقہ پوشی ہم پر
حرام ہے اس عرصہ میں حضور خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین کی روح لطیف تشریف فرما
ہوئی اور جُبّۂ مبارک کو ہوا پر سے لیکر دوش مبارک پر ڈال دیا اور ارشاد کیا کہ ای
نورِ عین بارگاہ خدا بے نیاز ہے وہاں ہر وقت و ہر ساعت نیاز درکار ہے نہ کہ ناز تو کیا
عجب ہے کہ تمھاری دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہو جائے آپ نے گزارش کی کہ الحمد للہ
اول میں اس معاملہ میں تنہا تھا اب حضور بھی شریک ہو گئے اب تو یہ عورت ہرگز
نامراد نہیں رہ سکتی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ جناب الٰہی سے ارشاد ہوا اچھا اس
بیکس کو بیٹا عنایت کیا گیا یہ سُنکر آپ نے اُس عورت سے فرمایا کہ جا خدائے پاک
نے تجھے بیٹا عطا کیا یہ نوید جانفزا سُنکر وہ ناشاد شاداں و فرحاں اپنے گھر آئی غرض
اُسی دن سے آثار حمل معلوم ہوئے اور بعد انقضائے ایام حمل ایک لڑکی پیدا ہوئی
اگرچہ یہ دُختر بھی سات فرزندوں کے برابر تھی مگر بلحاظ اطلاع اُس کو سُرخ کپڑے اور
زیور پہنا کر حضور محبوب سبحانی میں حاضر کیا اور عرض کی کہ ای مرہم نہ ناسور خستہ گراں
والے باعث طرب ناکیٔ افسردہ دلاں مجھے تو سرکار سے لڑکے ہی کی بشارت ہوئی تھی مگر
کیا کروں شومیٔ طالع و زشتیٔ بخت سے لڑکے کی لڑکی ہو گئی۔

بیت

هر چہ ہست از قامتِ ناسازِ بے اندامِ ست
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

عورت کی یہ گفتگوئے پاس آمیز گوشزد فرما کر ارشاد کیا کہ لڑکی نہیں لڑکا ہے اس کا نام ہم نے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر رکھا ہے یہ لڑکا بڑا ولی اور نہایت دراز عمر ہوگا اور موئے ابرو اور پستاں اس کے بہت دراز ہوں گے ارشاد خدام والا سنتے ہی اُس نے جو لڑکی کی جانب دیکھا تو لڑکا ہے شکر پروردگار بجا لائی اور رخصت ہو کر اپنے گھر لڑکی کے بدلے لڑکا لائی کہتے ہیں کہ حضرت شہاب الدین سہروردی کی ابروؤں کے بال اس قدر دراز تھے کہ آپ اُنکو سر پر رکھے رہتے تھے اور پستانوں کو کتفین مبارک پر ڈال دیتے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اُن ہی کے مریدوں میں سے ہیں اور خاندان سہروردیہ اُنھیں کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوا ہے سچ ہی مطلوب اپنے خریدار پر جس قدر ناز کرے زیبا ہے۔

شعر

رحمت خدا کی ابن شہ لافتیٰ پہ ہو
فرزند سبطِ حضرتِ خیرالوریٰ پہ ہو

روایت

ایک دن ایک سوداگر حضرت شیخ حماد کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں سامان تجارتی لیکر شام کو جاتا ہوں اُنھوں نے فرمایا کہ اگر اس سال جائے گا تو مارا جائے گا مال

برباد ہوگا اور کچھ نہ پائے گا وہ حضرت غوث الاعظم کے حضور میں حاضر ہوا اور اپنے قصدِ روانگی کا حال گزارش کیا ارشاد ہوا کہ جا فائدہ اٹھائے گا اور صحیح و سالم گھر آئے گا۔ سوداگر بلا تامل روانہ ہوگیا جب وہ مال بیچکر پھرا تو راہ میں قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی اُس نے ہزار دینار کہ بابت قیمت اسباب وصول کیئے تھے طاق پر رکھدیئے اور رفع ضرورت کو گیا بعد انفراغ دینار لینا تو بھول گیا اور اپنے مقام پر چلا آیا اور سو رہا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ گویا میں ایک قافلے میں ہوں اور چوروں نے اُس قافلے کو لوٹ لیا اور میں مارا گیا خوف سے آنکھ کھل گئی اثر خون کا گردن پر پایا اور جراحت کا صدمہ محسوس ہوتا تھا اب دینار یاد آئے فی الفور وہاں پہونچا دیکھا کہ دینار بجنسہ طاق پر رکھے ہیں بہ خوش خوش دینار لیکر جانب بغداد شاد و بامراد روانہ ہوا جب وہاں پہونچا تو دل میں کہا کہ حضرت شیخ حماد بھی بڑے بزرگ ہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی مگر جو شیخ حماد نے کہا تھا وہ ہرگز واقع نہوا اور فرمودہ حضرت پیر دستگیر مو بمو سامنے آیا دل میں یہی خیال کر رہا تھا کہ شیخ حماد سے یکایک ملاقات ہوئی فرمانے لگے کہ شیخ عبدالقادر کا فرمودہ صحیح تھا اُنھوں نے سترہ بار خدائے پاک سے تیرے معاملے میں درخواست کی جب تیرا قتل ہونا اور لُٹ جانا جو بیداری میں مقدر تھا خواب سے تبدیل ہو گیا۔

غزل بے بدل شاعرہ عصمت مآب عفت قباب صاحبہ ذہن رسا متخلص بہ ضیا

فروغِ بزمِ عرفانی جنابِ قطبِ ربانی	ضیائے چشمِ ایمانی جنابِ قطبِ ربانی
مددگارِ پریشانی جنابِ قطبِ ربانی	مرے محبوبِ سبحانی جنابِ قطبِ ربانی
شہا اُس خالقِ یکتا کی خلقت میں ہو تم یکتا	نہیں ہے آپ کا ثانی جنابِ قطبِ ربانی

ترے جن و ملک شیدا ترا حوروں کو ہی سودا — تری پریاں ہیں دیوانی جنابِ قطبِ ربانی
وہ عاشق ہوں کہ میرے درد سے دل بھی ہے ناواقف — مجھے ہے ربطِ روحانی جنابِ قطبِ ربانی
جو پوچھے کوئی دلبر کون ہے تیرا تو یہ کہہ دوں — وہ محی الدین جیلانی جنابِ قطبِ ربانی
نہ دی کیوں جان پہلے ہی سے کیوں عشق کے صدمے — ہوئی عاشق سے نادانی جنابِ قطبِ ربانی
خبر لو جلد اے حضرت کہیں سودائے الفت میں — نہ ہو جاؤں بیابانی جنابِ قطبِ ربانی
مدد اے ناخدائے زورقِ غم غرقِ طوفاں ہوں — مری کشتی ہے طوفانی جنابِ قطبِ ربانی
ملیں گے خلد کے حلے نہیں بیجا ترے غم میں — ہماری چاک دامانی جنابِ قطبِ ربانی
یہ محبوبِ الٰہی ہیں وہ محبوبِ زلیخا تھے — ہیں رشکِ ماہِ کنعانی جنابِ قطبِ ربانی
کبھی تو عالمِ رویا میں دکھلا دو رخِ روشن — خدارا یوسفِ ثانی جنابِ قطبِ ربانی
کروں کیا عرض تکلیفِ شبِ تاریکِ ہجراں کی — مرا قصہ ہے طولانی جنابِ قطبِ ربانی
میں سمجھوں منصبِ شاہی سے بڑھ کر گر عنایت ہو — درِ دولت کی دربانی جنابِ قطبِ ربانی
تمہیں حق نے دیا وہ رتبۂ اعلیٰ جہاں اصلا — نہ پہونچے فہمِ انسانی جنابِ قطبِ ربانی
خدا کو آپ نے پایا خدا کو آپ نے جانا — علیمِ رازِ حقانی جنابِ قطبِ ربانی
مریضانِ لبِ جاں بخش کی کرتی ہے خود ہر دم — اجل آ کر نگہبانی جنابِ قطبِ ربانی
ترے در کی گدائی سے نہ بدلوں گر میسر ہو — سریر و تاجِ سلطانی جنابِ قطبِ ربانی
خدا وہ دن کرے حاصل ہو تیری آستاں بوسی — وہ در ہو اور پیشانی جنابِ قطبِ ربانی
بلا لو اب تو پاس اپنے رہیں کب تک نصیبوں میں — یہ در در ٹھوکریں کھانی جنابِ قطبِ ربانی
ازل سے کور دل وہ مرتد و ملعون ہے جس نے — نہ تیری قدر پہچانی جنابِ قطبِ ربانی
ظہورِ رحمتِ حق فیضِ مطلق کعبۂ عالم — انیسِ انسی و جانی جنابِ قطبِ ربانی
مری اے دستگیرِ دستگیراں دستگیری کر — کہ غم کی ہے فراوانی جنابِ قطبِ ربانی
رہے ہر دم مزارِ پاکِ اقدس پہ قیامت تک — نزولِ فضلِ رحمانی جنابِ قطبِ ربانی

خدا کے واسطے مقبول فرما کر شرف بخشو	
ضیا کی یہ ثنا خوانی جناب قطب ربانی	

روایت

جناب شیخ ابو سعید قدس سرہٗ اور جناب شیخ محمد عثمان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بار خلیفۂ بغداد خدام غوث پاک کی خدمت والا میں شرف قدمبوس حاصل کرنے کو حاضر ہوا خلیفہ مذکور کے دل میں خیال آیا کہ اگر اس وقت حضرت سے کوئی کرامت ظہور پذیر ہو تو میرا اعتقاد دوچند ہو جائے پیر و مرشد حال دل سے فوراً آگاہ ہو گئے اور ارشاد کیا کہ تو کیا کرامت چاہتا ہے اس نے گزارش کی کہ جناب عالی یہ موسم سیب کا نہیں اگر حضور اس وقت دو سیب منگا دیں تو عین بندہ نوازی ہے آپ نے دست مبارک بلند کیے اور دو سیب اس کو دیئے ان میں سے ایک سیب تراش کر حضرت نے نوش کیا خوش ذائقہ و بامزہ تھا دوسرا سیب خلیفہ نے تراشا وہ بدحلاوت و کرم خوردہ پایا اس نے سراسیمہ اس کا حال دریافت کیا قبلۂ عالم نے فرمایا کہ یہ سیب تیرے ظلم کے آسیب سے تیرے ہاتھ میں بدمزہ اور کرم خوردہ ہو گیا اے خلیفہ ظلم و ستم سے توبہ کر کہ نعمائے بہشتی تجھ پر عاشق ہوں۔

مثنوی

جو فرماں روا ہو اسے چاہیئے	حکومت عدالت سے کرتا رہے
اگر عدل گستر ہوا شہر یار	تو خوشنود ہے اس سے پروردگار
وہ جو ہیں سلاطیں آفاق گیر	خداوند اقبال و تاج و سریر
یہی ان کے حق میں ہے بہتر مدام	کہ وہ عدل کرتے رہیں صبح و شام

ہے اَلعَدلُ ساعۃٌ سے مطلب یہی — یہی ہے مرادِ حدیثِ نبی
کہ دم بھر اگر عدل مرغوب ہے — عبادت سے کونین کے خوب ہے
اور اک جا پہ وارد ہوا یہ کلام — کہ ہے عدل سے خلق کا انتظام

غزل

ہیچمدان عاقل محمد خاں عشرت بتمنائے لقائے حضرت محبوب سبحانی

صورت دکھاؤ احمدِ مختار کے لیے — بے چین دل ہے جلوۂ دیدار کے لیے
بندہ نواز چرخ نے لاچار کر دیا — تجویز کچھ سزا ہو ستمگار کے لیے
ہم رنج و فکر و حسرت و غم میں پھنسے رہے — پیدا ہوئے ہیں کیا انھیں دو چار کے لیے
عارض کے پاس زلف نہ ہو اژدہا کیوں نہو — لازم دھواں ہے آتشِ رخسار کے لیے
اک بار تو جمال مبارک دکھائیے — کہتا نہیں حضور میں ہر بار کے لیے
بہرِ خدا بلائیے بغداد میں مجھے — نقلِ مکاں ضرور ہے بیمار کے لیے
سمتِ مزار بے سر و سامان ہم چلے — سامان پاس کچھ نہیں گھربار کے لیے
مثلِ علی جہان کی مشکلکشائیاں — شاباں ہیں ابن حیدرِ کرار کے لیے

للہ آج شربتِ دیدار ہو عطا
درکار ہے وہ عشرتِ بیمار کے لیے

غزل

خاکسار عاقل محمد خاں عشرت ولولۂ شوق دیدار سراپا انوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ہیں نقابِ رخ زیبا وہ اٹھانے والے — سب کچھ ہیں شربتِ دیدار پلانے والے
گردشیں چرخ کی برباد نہ کر دیں مجھ کو — او خبر آ د مری بگڑی کے بنانے والے

شورِ محشر کا گماں سب ہی غلط لوگوں کو	ہوئے بیدار مگر شور مچانے والے
بو ہمیں عنبرِ سارا کی پسند آئی ہے	لو جو ہیں زلفِ معنبر سے لگانے والے
خاک سے میری کہو اُن کا نہ چھوٹے دامن	سُنتے ہیں لوگ ہیں اجمیر کو جانے والے
سر سے لوں کام قدم کا جو خبر ہو مجھ کو	کہ ہیں دربار میں سرکار بُلانے والے
عاشقِ زلف کے نالوں کی رسائی دیکھو	عرش تک نالۂ شبگیر ہیں جانے والے

خسروِ ہند کی سرکار ہے عالی عشرت
رشکِ جمشید ہیں نعلین اُٹھانے والے

ایک ولی اللہ نے حضور کو خواب میں دیکھا اور عرض کی کہ ای آفتاب برجِ ولایت واے گوہر نایاب درجِ کرامت ارشاد کیجیے کہ حضور نے منکر و نکیر کے سوالات سے کیونکر فرصت پائی فرمایا یہ پوچھو کہ نکیرین کو میرے سوالات سے کیونکر نجات ملی سنو جب وہ میرے پاس آئے اور کہا مَنْ رَّبُّكَ یعنی کون ہے رب تیرا میں نے کہا کہ طریقہ اسلام میں پہلے سلام و مصافحہ ضرور ہے بغیر سلام و مصافحہ بات چیت کرنا کونسا دستور ہے یہ سُنکر وہ نادم ہوئے اور سلام علیک کر کے مصافحے کو ہاتھ بڑھائے میں نے دونوں کے ہاتھ پکڑ لیے اور کہا کہ پہلے میرا تم سے سوال ہے جب اُس کا جواب دے لو پھر جو چاہو مجھسے پوچھو کہا کہ ارشاد ہو میں نے کہا جب خدائے پاک نے چاہا کہ آدم کو پیدا کر کے روئے زمین پر اپنا خلیفہ کرے فرشتوں سے فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی پیدا کرتا ہوں میں زمین میں ایک خلیفہ اپنا یہ کلام جناب باری سُنکر تم لوگ بے تامل بول اُٹھے اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ یعنی پیدا کرتا ہے تو اُس شخص کو جو فساد کرے گا زمین پر اور خونریزیاں کرے گا اور ہم لوگ تیری تسبیح کرتے ہیں تیری ساتھ حمد کے اور پاکی بیان کرتے ہیں واسطے تیرے۔ اب تمھارے اس قول پر کئی اعتراض ہیں

پہلے تو یہ کہ تم نے خداوند عالم کو اپنے سے مشورت طلب ٹھہرایا حالانکہ وہ بے نیاز ہی مشورت سے دوسرے تم نے خونریزی کی نسبت تمام بنی آدم کی جانب کی اور یہ نجانا کہ ان ہی میں سے بہت بندہ خدا ایسے ہوں گے کہ جو خود تم سے بھی افضل و اعلیٰ ہیں۔

تیسرے تم نے غضب کیا اور بلا کی گستاخی کر بیٹھے کہ اپنے علم کو اُس عالم الغیوب کے علم سے زیادہ سمجھا جب پروردگار نے اِنّیٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کا تازیانہ لگایا تو سیدھے ہوگئے اور بل نکل گیا اب میرے ان سوالات کا جواب دے لو تو مجھ سے پوچھو اور جواب لو جب تک ان کا جواب نہ دوگے تم کو جانا نہ ملے گا۔ راوی کہتا ہی کہ یہ سُنکر نکیرین خاموش ہوئے اور بغلیں جھانکنے لگے ہرچند غور و تامل کرتے تھے مگر کوئی جواب معقول خیال میں نہ آتا تھا ناچار قصد کیا کہ بقوت لطافت ملکوتی اپنے ہاتھوں کو چھڑا کر غائب ہوجائیں اور سوالوں کے جواب دینے سے بچیں مگر بھلا پیر و مرشد کے سامنے سے کہاں جاسکتے تھے ہرچند جد و جہد کی مگر سب کو بے سود پایا آخر کار عرض کرنے لگے کہ حضور غور فرمائیں کہ اس جواب دینے میں صرف ہم ہی شریک نہیں بلکہ کل ملائک ہیں تو ارشاد کیجیے کہ ہم جاکر سب فرشتوں سے اس کا جواب پوچھیں اور خدمت عالی میں گزارش کریں بندہ پرور نے فرمایا کہ اگر تم نہ آؤ تو ہم کیا کریں اچھا ایک کو چھوڑے دیتے ہیں کہ وہ جائے اور دریافت کر آئے دوسرا یہاں حاضر رہے گا یہ کہکر ایک کو چھوڑ دیا وہ گیا اور ان سوالوں سے کل فرشتوں کو آگاہ کیا مگر سب حیران تھے کہ کیا جواب دیں اور کیونکر عقب گزاری کریں سخت مشکل ہی۔

شعر

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہہ کیسی مرے اللہ نئی

اُس وقت درگاہ الٰہی سے فرشتوں کو حکم صادر ہوا کہ تم نے جو آدم پر اعتراض کیا تھا وہ آدم کے سب فرزندوں پر عائد ہوتا ہے مناسب ہے کہ تم میرے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو اور عفو تقصیر چاہو جب وہ معاف کرے گا تو رہائی ملے گی الغرض سب فرشتے حضور غوث پاک میں حاضر ہوئے اور عذر تقصیر کیا ادھر جناب باری سے بھی شفاعت کا اشارہ ہوا اس وقت آپ نے فرشتوں کو چھوڑ دیا اور نکیرین نے آپ کے ہاتھ سے نجات پائی۔ سبحان اللہ۔

فرد

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

غزل حضرت مولانا نیاز احمدؒ صاحب نیازؔ

بدہ دستِ یقیں ایدل بدستِ شاہ جیلانی
کہ دستِ او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

امیر دستگیر غوث الاعظم قطبِ ربّانی
حبیبِ سیّدِ عالم زہے محبوبِ سبحانی

نشانِ شانِ بیچونی بیانِ سرِّ مکنونی
بسیرت مثلِ پیغمبر بصورت مرتضیٰ ثانی

سراپا جلوۂ حسنی تمامی مہر تابانی
کند یعقوب بینش گر باشد اینجا ماہِ کنعانی

زپائے پاک او فخریست دوش پاکبازانرا
حیاتے تازہ بگرفت از و دین مسلمانی

شبِ بختِ سیہ را جلوۂ مہرش کند صبحے
فروزد لمعۂ لطفش رخِ شامِ غریبانی

بہ بخشند از رہِ فیاضی ادنیٰ بے نوائے را
گدایانِ درش دیہیم شاہی تختِ سلطانی

ملائک طرّقوا گویاں روند اندر رکاب او
جلوداری کنند او را خواص انسی و جانی

نیازؔ اندر جناب پاکِ او از قدسیاں باید
کہ آید جبرئیل از بہر کار و بار دربانی

تمام شد

(مطبوعہ نظامی پریس بدایوں۔ محمد حمید الدین پرنٹر)



۱۹۳۳ء